عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان
ہفت روزہ
ختم نبوۃ
INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN
جلد: ۳۹ | ۲۳ تا ۲۹ ذوالقعدہ ۱۴۴۱ھ مطابق ۱۶ تا ۲۲ جولائی ۲۰۲۰ء | شمارہ: ۲۷

قربانی
فضائل و مسائل

محبت ہو تو ایسی

خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی

ختمِ نبوّت زندہ باد

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.info
http://www.khatm-e-nubuwwat.com
Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
Email: editorkn@yahoo.com

فجر اور عصر کے وقت قضا نماز کی ادائیگی

س:......کیا فجر اور عصر کی نمازوں کے وقت قضا نماز ادا کی جاسکتی ہے؟

ج:......جی ہاں! کی جاسکتی ہے۔

س:......کیا جمعے کی نماز میں فرض سے پہلے چار رکعت سنتوں میں صرف کوئی ایک طویل سورت پڑھی جاسکتی ہے، یعنی چار رکعتوں میں صرف ایک ہی سورت پڑھی جائے۔

ج:...... جمعے کی نماز سے پہلے کی چار رکعتیں مسنون ہیں، مگر ہر سنت مؤکدہ کی طرح اس کی بھی چاروں رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد کوئی سی سورت ملانا واجب ہے۔ آپ کو جو سورتیں یاد ہوں، ان میں پڑھ سکتے ہیں۔

قرآن خوانی کا اجتماع

س:......اگر خاندان کے لوگ باہم جمع ہوکر قرآن خوانی کرائیں تو کیا اس کی اجازت ہے؟

ج:...... جی ہاں! جائز ہے، مگر اس کے لئے اس کا اہتمام ضرور کرلیا جائے کہ اگر برکت کے لئے قرآن خوانی ہو تو خاندان کو متوجہ کرنا درست ہے، لیکن اگر ایصالِ ثواب کی غرض سے قرآن خوانی ہو، تو اس کے لئے اعلان نہ کیا جائے، جو آجائیں یا اپنی مرضی سے قرآن پڑھنا چاہیں تو زیادہ بہتر ہے، ورنہ صرف تکلفاً آنے والوں کے پڑھنے میں اخلاص نہ ہوگا، وہ خدا کے لئے کم اور دکھاوے کے لئے زیادہ ہوگا، جس سے ثواب نہ ہوگا، تو مردے کو ثواب کیونکر پہنچے گا؟ جبکہ برکت والی قرآن خوانی میں برکت مقصود ہوتی ہے اور برکت تو کسی بھی انداز سے پڑھا جائے، حاصل ہوجائے گی۔

نفسیاتی مریض کی طلاق

س:......ایک شخص نفسیاتی مریض ہے، کبھی کبھار ذہنی پریشانی کی وجہ سے اسے دورے بھی پڑتے ہیں، جن میں وہ مغلظات بھی بکتا ہے، سوال یہ ہے کہ کیا اس حالت میں اگر وہ اپنی بیوی کو طلاق دے، یعنی تین سے زائد مرتبہ طلاق کے الفاظ استعمال کرے تو کیا اس صورت میں طلاق واقع ہوجائے گی؟

ج:...... اگر ایسا شخص ایسی حال میں مجنونانہ کیفیت میں ہوتا ہے اور اس کے ہوش و حواس ٹھکانے نہیں ہوتے تو اس وقت کی طلاق کا اعتبار نہیں، لیکن اگر وہ ہوش و حواس میں ہوتا ہے تو طلاق واقع ہوجائے گی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قول ”اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو فلاں ہوتا“ کا مصداق کون ہے؟

س:......واضح حوالہ کے ساتھ یہ بتائیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کون سے صحابیؓ کے بارے میں فرمایا تھا کہ: ”اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو فلاں ہوتے؟“

ج:......حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا تھا: ”لو کان نبی بعدی لکان عمر بن الخطاب۔“ (ترمذی ص۲۰۹، ج۲)

برتن پاک کرنے کا طریقہ

س:......اگر کچا برتن (گھڑا) وغیرہ ناپاک ہوجائے یا پکا برتن (دیگچی، بالٹی) وغیرہ ناپاک ہوجائے تو کیسے پاک کریں؟

ج:...... برتن کچا ہو یا پکا تین بار دھونے سے پاک ہوجاتا ہے۔

واللہ اعلم بالصواب

ہفت روزہ ختمِ نبوّۃ

مجلس ختم نبوت

مجلسِ ادارت

مولانا سیّد سلیمان یوسف بنوری، صاحبزادہ مولانا عزیز احمد، علامہ احمد میاں حمادی، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا قاضی احسان احمد

جلد:۳۹ ۲۳تا۲۹ ذوالقعدہ ۱۴۴۱ھ مطابق ۱۶تا۲۲ جولائی ۲۰۲۰ء شمارہ:۲۷

اس شمارے میں!

خاتم النبیین ﷺ کی ختم نبوت زندہ باد	۴	حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ
قربانی.... فضائل ومسائل	۷	مفتی عبداللطیف دیروی
محبت ہو تو ایسی	۱۱	حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ
قربانی.... شریعت وعقل کی روشنی میں	۱۳	مفتی کفیل الرحمٰن نشاط
شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی محمد نعیمؒ......	۱۵	مولانا محمد طیب لدھیانوی
القاب کے استعمال میں کوتاہی	۱۸	سیّد ابوذر کوان
قادیانیوں کے سوالات کے جوابات (۴)	۲۰	حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ
تحفظ ختم نبوت کورس	۲۳	حافظ محمد طلال
عدالتی تحقیقاتی کمیشن کے سوالات کے جوابات (۸)	۲۵	تقریر: مولانا محمد علی جالندھریؒ

سرپرست

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر مدظلہ
حضرت مولانا حافظ ناصرالدین خاکوانی مدظلہ

مدیر اعلیٰ

مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ

مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر

عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
منظور احمد میو ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر

محمد انور رانا

تزئین وآرائش:

محمد راشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

بیاد

امیر شریعت مولانا سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر حضرت مولانا سیّد محمد یوسف بنوریؒ
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
حضرت مولانا سیّد انور حسین نفیس الحسینیؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ
شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ
شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلالپوریؒ

زرتعاون

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۱۰۰ ڈالر، یورپ، افریقہ: ۸۰ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۷۰ ڈالر
فی شمارہ ۱۵ روپے، ششماہی: ۳۵۰ روپے، سالانہ: ۷۰۰ روپے

WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT, A/c# 0010010964680019
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK68ABPA0010010964680019
AALMIMAJLISTAHAFFUZKHATM-E-NUBUWWAT 0010010964710018
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK45ABPA0010010964710018
Allied Bank Binori Town Branch Code: 0159 Karachi.

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷، فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:32780337, Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶
Hazori Bagh Road Multan
Ph:061-4783486

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری مطبع: القادر پرنٹنگ پریس طابع: سیّد شاہد حسین مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

اداریہ

حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ

خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی

ختم نبوت زندہ باد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمدللہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفٰی

قرآن مجید کے بائیسواں پارہ سورۃ الاحزاب آیت چالیس میں رحمت عالم ﷺ کی ذات ستودہ صفات کے لئے حق تعالیٰ شانہ نے ’’خاتم النبیین‘‘ کے اعزاز اور وصف خاص کا اعلان فرمایا۔

لفظ ’’خاتَم‘‘ یا ’’خاتِم‘‘ تاء کی زبر یا زیر دونوں صورتوں میں یہ لفظ بہت سارے معنوں کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ لیکن قبل از اسلام یا بعد از اسلام تمام اہل عرب کے اصحاب لغت کا اس پر اجماع ہے۔ لفظ ’’خاتَم‘‘ یا ’’خاتِم‘‘ جب بھی جمع کی طرف مضاف ہوگا تو اس کا معنی سوائے آخری کے اور کوئی ہو ہی نہیں سکتا۔ جیسے ’’خاتم الکتب، خاتم الشرائع، خاتم الادیان، خاتم الاولاد‘‘ ’’ت‘‘ کی زبر یا زیر دونوں صورتوں میں اس کا معنی آخری ہی ہے۔

جیسے ’’خاتَم القوم‘‘ یا ’’خاتِم القوم‘‘ تمام اہل لغت نے دونوں صورتوں میں اس کا معنی ’’ای آخرھم‘‘ کیا ہے تو آیت میں بھی خاتم کا لفظ جمع کی طرف مضاف ہے، نبی واحد ہے۔ النّبیین اس کی جمع ہے۔ خاتم جمع کی طرف مضاف ہے تو اس کا معنی ہے ’’آخر النّبیین‘‘ یعنی تمام انبیاء میں سب سے آخری۔ یہ ترجمہ تو ہے لغت کے حوالہ سے۔ اب قرآن مجید کے حوالہ سے دیکھا جائے تو ختم کے مادہ کا لفظ سات مقامات پر قرآن مجید میں استعمال ہوا ہے۔

۱...... ’’خَتَمَ اللّٰہُ عَلٰی قُلُوْبِہِمْ (البقرۃ:۷)‘‘ مہر کردی اللہ نے ان کے دلوں پر۔

۲...... ’’خَتَمَ عَلٰی قُلُوْبِکُمْ (انعام:۴۶)‘‘ اور مہر کردی تمہارے دلوں پر۔

۳...... ’’خَتَمَ عَلٰی سَمْعِہٖ وَقَلْبِہٖ (الجاثیۃ:۲۳)‘‘ مہر کردی اس کے کان پر اور دل پر۔

۴...... ’’اَلْیَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰی اَفْوَاھِہِمْ (یٰسین:۶۵)‘‘ آج ہم مہر لگادیں گے ان کے منہ پر۔

۵...... ’’فَاِنْ یَّشَاْءِ اللّٰہُ یَخْتِمْ عَلٰی قَلْبِکَ (الشوریٰ:۲۴)‘‘ سو اگر اللہ چاہے مہر کردے تیرے دل پر۔

۶...... ’’رَحِیْقٍ مَّخْتُوْمٍ (مطففین:۲۵)‘‘ مہر لگی ہوئی۔

۷...... ’’خِتَامُہٗ مِسْکٌ (مطففین:۲۶)‘‘ جس کی مہر جمتی ہے مشک پر۔

ان ساتوں مقامات کے اوّل وآخر، سیاق وسباق کو دیکھ لیں ختم کے مادہ کا لفظ جہاں کہیں استعمال ہوا ہے ان تمام مقامات پر قدر مشترک یہ ہے کہ کسی چیز کو ایسے طور پر بند کرنا۔ اس کی ایسی بندش کرنی کہ باہر سے کوئی چیز اس میں داخل نہ ہوسکے اور اندر سے کوئی سی چیز باہر نہ نکالی جاسکے۔ وہاں پر ’’ختم‘‘ کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ مثلاً پہلی آیت کو دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کافروں کے دلوں پر مہر کردی۔ کیا معنی؟ کہ کفر ان کے دلوں سے باہر نہیں نکل سکتا اور باہر سے ایمان ان کے دلوں میں داخل نہیں ہوسکتا۔ تو فرمایا: ’’خَتَمَ اللّٰہُ عَلٰی قُلُوْبِہِمْ‘‘

اب زیر بحث آیت ’’خاتم النبیین ‘‘ کا اس قرآنی تفسیر کے اعتبار سے ترجمہ کریں تو اس کا معنی ہوگا کہ رحمت دو عالم ﷺ کی آمد پر حق تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کے سلسلہ پر ایسی بندش کر دی، مہر لگا دی کہ اب کسی کو نہ اس سلسلہ نبوت سے نکالا جاسکتا ہے اور نہ کسی نئے شخص کو سلسلہ نبوت میں داخل کیا جاسکتا ہے۔

مشکوٰۃ شریف سے لے کر بخاری شریف تک تمام کتب احادیث میں حد تواتر کو پہنچتی ہوئی حدیث شریف ہے۔’’انا خاتم النبیین لا نبی بعدی‘‘ آپ ﷺ نے خاتم النبیین قرآنی الفاظ کا خود ’’لا نبی بعدی ‘‘ کے ساتھ ترجمہ کیا ہے۔غرض قرآن مجید، حدیث شریف، لغت عرب، تمام کا اس امر پر اتفاق ہے کہ آپ خاتم النبیین آخری نبی ہیں۔آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں۔

چنانچہ امام غزالیؒ اپنی کتاب الاقتصاد میں فرماتے ہیں:

’’آیت خاتم النبیین میں نہ کوئی تاویل ہے اور نہ تخصیص اور جو شخص اس میں کسی قسم کی تخصیص کرے اس کا کلام ہذیان کی قسم سے ہے اور یہ تاویل اس کو کافر کہنے کے حکم سے روک نہیں سکتی۔کیونکہ وہ اس آیت (خاتم النبیین) کی تکذیب کر رہا ہے۔جس کے متعلق امت کا اجماع ہے کہ وہ ماؤل یا مخصوص نہیں۔الغرض چونکہ قرآن عزیز اور احادیث نبویہ اور اجماع صحابہ اور اقوال سلف نے اس کا قطعی فیصلہ کر دیا کہ خاتم النبیین اپنے حقیقی معنی پر محمول ہے، نہ اس میں مجاز ہے نہ کوئی مبالغہ اور نہ تاویل و تخصیص۔

چنانچہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:’’اوّل الانبیاء آدم و آخرھم محمد ‘‘ کہ سب سے پہلے حضرت آدم ہیں اور سب سے آخری نبی محمد (ﷺ خاتم النبیین) ہر شخص جانتا ہے کہ پہلا وہ ہوتا ہے جس سے پہلے کوئی نہ ہو۔آخری وہ ہوتا ہے جس کے بعد کوئی نہ ہو۔جس طرح سے سیدنا آدم علیہ السلام سے پہلے کوئی شخص نبی نہ تھا۔اسی طرح آپ ﷺ کے بعد کوئی شخص منصب نبوت پر متمکن نہ ہوگا۔خاتم النبیین ﷺ کی لفظی، شرعی، لغوی اس وضاحت کے بعد عرض ہے:

۱۵؍ جون ۲۰۲۰ء کو سندھ اسمبلی میں ایم. کیو. ایم کے رکن صوبائی اسمبلی جناب محمد حسین صاحب نے قرارداد پیش کی ان الفاظ میں:

’’اس ایوان کی رائے یہ ہے کہ حضرت محمد ﷺ کی حرمت و ناموس پر ہم سب مسلمان قربان ہونے کے لئے ہمہ وقت تیار ہیں۔

میں اس معزز ایوان میں درج ذیل قرارداد پیش کرتا ہوں کہ بطور مسلمان ہمارا یہ ایمان ہے کہ ہمارے پیارے آقا ﷺ، خاتم النبیین، امام المرسلین، امام الانبیاء، رحمت للعالمین، نبی اکرم حضرت محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے آخری نبی ہیں۔ان کے بعد اب کوئی بھی نبی، رسول یا پیغمبر کسی بھی صورت میں دنیا میں نہیں آئیں گے۔اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کے بعد نبوت کے دروازے بند کر دیئے ہیں۔لہٰذا صوبہ سندھ میں اس بات کو یقینی بنایا جائے کہ جب بھی حضرت محمد ﷺ کا پاک اور مقدس نام مبارک آئے تو اس کے ساتھ خاتم النبیین ضروری طور پر لکھا اور پڑھا جائے۔

یہ ایوان مطالبہ کرتا ہے کہ ابلاغ کے تمام ذرائع جیسا کہ کتابوں، اخباروں، جرائد، رسائل، درسی کتابوں، ٹیلی ویژن، ریڈیو، تمام سرکاری خط و کتابت، انٹرنیٹ اور سوشل میڈیا پر جب بھی آنحضرت ﷺ کا نام مبارک آئے تو اس کے ساتھ خاتم النبیین ضروری طور پر لکھا اور پڑھا جائے۔‘‘

(قومی اخبارات مورخہ ۱۶؍ جون ۲۰۲۰ء)

سندھ اسمبلی نے متفقہ طور پر یہ قرارداد منظور کر لی جو ایمان پرور بھی اور حقائق افروز بھی۔پورے ملک میں سندھ اسمبلی کی اس قرارداد کا خیر مقدم ہوا۔ابھی چند ہی روز گزرے تھے کہ ۲۲؍ جون ۲۰۲۰ء کو قومی اسمبلی میں متفقہ طور پر ایک قرارداد منظور ہوئی:

’’قومی اسمبلی نے نصابی اور درسی کتب و دیگر دستاویزات میں نبی کریم ﷺ کے نام مبارک کے ساتھ خاتم النبیین لکھنے کی قرارداد متفقہ طور پر منظور کر لی۔تمام جماعتوں نے قرارداد کی حمایت کی۔قومی اسمبلی میں بجٹ پر خطاب کے دوران مسلم لیگ ن کے رکن نور الحسن تنویر نے ایک قرارداد کا مسودہ وزیر مملکت علی محمد خان کے حوالے کرتے ہوئے مطالبہ کیا کہ جہاں جہاں نبی آخر الزمان کا نام آتا ہے اس کے ساتھ خاتم النبیین کا لفظ لازمی لکھا جائے۔وزیر مملکت علی محمد خان نے ایوان میں بتایا کہ بیشتر جماعتوں کے پارلیمانی لیڈرز موجود ہیں اس لئے معزز رکن کے نکتہ کو قرارداد کی صورت میں پیش کرنا

چاہتا ہوں۔ وزیر مملکت علی محمد خان نے متفقہ قرارداد ایوان میں پیش کی۔ جس میں کہا گیا کہ تمام درسی کتابوں اور تعلیمی اداروں میں جہاں جہاں محمد ﷺ کا نام مبارک آتا ہے اس کے ساتھ لفظ خاتم النّبیین لکھنا، پڑھنا اور بولنا لازمی ہوگا۔ اجلاس کی صدارت کرتے ہوئے امجد علی خان نے کہا کہ آخری خطبہ میں نبی پاک ﷺ نے واضح کر دیا تھا کہ ان کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا اور وہ آخری نبی ﷺ ہیں۔ ایوان نے قرارداد اتفاق رائے سے منظور کر لی۔ اس موقع پر عبدالقادر پٹیل نے کہا کہ بھٹو دور میں اسلامی جمہوریہ پاکستان میں ختم النّبیین کو نہ ماننے والے قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دے چکا ہے۔ قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے کا عظیم فیصلہ شہید ذوالفقار علی بھٹو نے کیا تھا۔ ذوالفقار علی بھٹو نے کہا تھا قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دے کر اپنی موت پر دستخط کر رہے ہیں۔ کرنل رفیع نے ذوالفقار علی بھٹو کے حوالے سے لکھا ہے کہ قادیانی کہتے ہیں میں جیل میں ہوں تو ان کی وجہ سے ہوں۔ ذوالفقار علی بھٹو نے کہا میں گناہ گار آدمی ہوں۔ مگر امید ہے قادیانیوں کو کافر قرار دینے کی وجہ سے بخشا جاؤں گا۔ اس موقع پر وزیر مملکت برائے پارلیمانی امور علی محمد خان کا کہنا تھا کہ اسلامی جمہوریہ پاکستان میں ختم نبوت کو نہ ماننے والے قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیا جا چکا ہے۔‘‘ (روزنامہ اسلام مورخہ ۲۳؍جون ۲۰۲۰ء)

۲۴؍جون ۲۰۲۰ء کو سینیٹ آف پاکستان نے متفقہ طور پر قرارداد منظور کی جس کی کارروائی یہ ہے:

’’سینیٹ نے حضرت محمد ﷺ کے نام کے ساتھ خاتم النّبیین لکھنے کی قرارداد متفقہ طور پر منظور کر لی۔ بدھ کو سینیٹ کا اجلاس چیئرمین سینیٹ محمد صادق سنجرانی کی صدارت میں ہوا۔ اجلاس میں سینیٹر مشتاق احمد نے قرارداد پیش کی۔ قرارداد کے متن کے مطابق جہاں کہیں بھی تعلیمی نصاب اور سرکاری سطح پر نبی کریم ﷺ کا اسم مبارک آئے وہاں خاتم النّبیین لکھا اور پڑھا جائے۔ سینیٹر مشتاق احمد کی قرارداد سینیٹ نے متفقہ طور پر منظور کر لی۔ وزیر مملکت برائے پارلیمانی امور علی محمد خان نے کہا کہ آج جو قرارداد پاس ہوئی ہے اس کی سب کو مبارک باد دیتا ہوں۔ چیئرمین سینیٹ نے قرارداد چاروں صوبائی اسمبلیوں کے اسپیکرز اور وزرائے اعلیٰ کو بھجوانے کی ہدایت کر دی۔ ادھر اسپیکر قومی اسمبلی اسد قیصر نے خاتم النّبیین سے متعلق متفقہ طور پر منظور ہونے والی قرارداد پر عمل درآمد کرانے کا فیصلہ کر لیا۔ اسپیکر نے مرکزی وصوبائی حکومتوں کو قرارداد پر عمل درآمد یقینی بنانے کے لئے خط لکھ دیا اور کہا کہ قرارداد پر من وعن عملدرآمد ہوگا۔ قرارداد صوبوں اور متعلقہ اداروں کو پہنچ جائے گی۔ فالو اپ چیک کیا جائے گا کہ کتنا عمل ہوا۔ قومی اسمبلی کے اجلاس میں وزیر مملکت پارلیمانی امور علی محمد خان نے کہا کہ اس ایوان میں ۱۹۷۴ء کے بعد ختم نبوت والے فیصلے کے بعد دو روز قبل جو قرارداد منظور ہوئی وہ تاریخی واقعہ ہے۔ اسمبلی کی منظور کردہ قرارداد نے لازمی کر دیا ہے کہ جہاں جہاں نصابی کتب میں نام حضرت محمد ﷺ آئے گا وہاں وہاں لفظ ’’خاتم النّبیین‘‘ لازمی لکھا بولا اور پڑھا جائے گا۔ اسپیکر آفس تمام مرکزی وصوبائی حکومتوں اور متعلقہ تعلیمی اداروں کو قرارداد پر عمل کے لئے خطوط لکھے اور قرارداد کی کاپیاں بھیجے۔ قرارداد پر عمل کرانا اس ایوان کی ذمہ داری ہے۔ اس موقع پر اسپیکر اسد قیصر نے کہا کہ جی یہ ہم سب کے لئے بڑے اعزاز کی بات ہے کہ خاتم النّبیین لازمی لکھے جانے کی متفقہ قرارداد منظور کی۔ اسپیکر آفس یقینی بنائے گا کہ قرارداد پر من وعن عمل درآمد ہو۔ آج ہی قرارداد صوبوں اور متعلقہ اداروں کو پہنچ جائے گی۔ فالو اپ چیک کیا جائے گا کہ کتنا عمل ہو رہا ہے۔‘‘ (روزنامہ اسلام مورخہ ۲۵؍جون ۲۰۲۰ء)

آج سے دو دن قبل ۲۶؍جون ۲۰۲۰ء کو پنجاب اسمبلی میں یہی قرارداد حکومتی رکن نیلم اشرف نے پیش کی جسے متفقہ طور پر منظور کرنے کی سعادت پنجاب اسمبلی نے حاصل کی۔ غرض اللہ رب العزت کے کرم کو دیکھیں کہ پورا ملک رحمت عالم ﷺ کے امتیازی وصف ’’خاتم النّبیین‘‘ کے ذکر خیر سے گونج اٹھا۔ کراچی سے خیبر تک ختم نبوت کے پھریرے بلند ہوئے۔ کیوں نہ ہو آخر جس طرح اللہ رب العزت اپنی ذات وصفات میں وحدہ لاشریک ہیں، خاتم النّبیین ہونے میں محمد عربی ﷺ بھی وحدہ لاشریک ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا کوئی شریک نہیں تو محمد خاتم النّبیین کی مثال بھی کوئی نہیں۔ اسی کو حدیث شریف میں بیان کیا گیا۔’’ان ربکم واحد .... وان نبیکم واحد، لا نبی بعدہ ولا امۃ بعد امتہ‘‘ ختم نبوت پر ایمان دین کی بنیاد ہے۔ اس کے بغیر کوئی آدمی مسلمان نہیں ہوسکتا۔ الحادی غیر ملکی قوتوں کے خود کاشتہ پودا، ملعون قادیان نے خاتم النّبیین کے اعزاز ختم نبوت سے انحراف کر کے جھوٹا دعویٰ نبوت کیا۔ وہ خائب وخاسر ہوا۔ اسی قومی اسمبلی اور سینیٹ نے اسے اور اس کے ماننے والوں کو غیر مسلم قرار دیا۔ آج پھر انہی ایوانوں میں ختم نبوت کے ترانے گونج رہے ہیں۔ سچ ہے کہ..... تاریخ اپنے آپ کو دہرا رہی ہے۔ وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ اجمعین

قربانی ..... فضائل و مسائل

مولانا مفتی عبداللطیف دیروی

قربانی کس پر واجب ہے؟

☆... قربانی ہر اس عاقل، بالغ، مقیم، مسلمان پر واجب ہے جو ایامِ قربانی میں کم از کم ساڑھے سات تولہ سونا، یا ساڑھے باون تولہ چاندی کا مالک ہو، یا سونا چاندی، نقدی، مال تجارت اور ضرورت سے زائد سامان میں سے سب یا بعض چیزیں ہوں اور ان کی مالیت ساڑھے باون تولہ چاندی کے برابر پہنچ جائے، لہٰذا مسافر، مجنون اور نابالغ پر قربانی واجب نہیں۔

☆... شرعی مسافر پر قربانی واجب نہیں لیکن کوئی شخص دسویں، گیارہویں اور بارہویں تاریخ کو سفر میں تھا پھر بارہویں تاریخ کو سورج غروب ہونے سے پہلے گھر پہنچ گیا تو قربانی واجب ہے۔

☆... مسافر قربانی کے دنوں میں پندرہ دن کہیں ٹھہرنے کی نیت کرلے تو اب قربانی واجب ہوگی۔

☆... اسی طرح اگر پہلے اتنا مال نہیں تھا جس سے قربانی واجب ہوتی پھر بارہویں تاریخ کو سورج غروب ہونے سے پہلے کہیں سے اتنا مال مل گیا تو قربانی کرنا واجب ہے۔

☆... قربانی صرف اپنی طرف سے کرنا واجب ہے، اولاد کی طرف سے واجب نہیں چاہے بالغ ہو یا نابالغ، اگر نابالغ اولاد مالدار ہو تب بھی اس کی طرف سے واجب نہیں نہ اپنے مال سے نہ اُس کے مال سے، اگر کسی نے نابالغ کی طرف سے قربانی کردی تو نفل ہوگی، لیکن اپنے ہی مال سے کرے، نابالغ کے مال میں سے نہ کی جائے۔ (ہندیہ، شامی)

☆... جس نے قربانی کرنے کی منت مانی پھر وہ کام پورا ہوگیا جس کے لئے منت مانی تھی تو اب قربانی کرنا واجب ہے چاہے مالدار ہو یا نہ ہو، اور منت کی قربانی کا سارا گوشت غریبوں پر صدقہ کردے نہ خود کھائے نہ مالداروں کو دے، جتنا خود کھایا یا امیروں کو دیا اتنا گوشت یا اس کی قیمت صدقہ کرنا پڑے گی۔

☆... کسی پر قربانی واجب نہیں تھی لیکن اس نے قربانی کی نیت سے جانور خرید لیا تو اب اس جانور کی قربانی واجب ہوگی۔

☆... جب چار بھائیوں کا مال مشترک ہے تو وہ چاروں برابر کے حصہ دار ہیں، اور قربانی اس شخص پر واجب ہے جس کے پاس حاجات ضروریہ سے زائد بقدر نصاب مال موجود ہو، پس اگر ان چاروں کا مالِ مشترک اس قدر قیمت رکھتا ہو کہ قرض ادا کرنے کے بعد ہر ایک کا حصہ بقدر نصاب ہو جائے تو ان میں سے بالغوں پر قربانی واجب ہوگی، نابالغ پر نہیں اور جن پر واجب ہوگی ان میں سے ہر ایک پر ایک بکرا یا گائے، بیل، بھینس اور اونٹ یا اونٹنی کا ساتواں حصہ کرنا ضروری ہوگا۔

☆... اپنی قربانی کو خود اپنے ہاتھ سے ذبح کرنا بہتر ہے، اگر خود ذبح کرنا نہ جانتا ہو تو کسی اور سے ذبح کروالے اور ذبح کے وقت وہاں جانور کے سامنے کھڑا ہونا بہتر ہے۔

☆... قربانی میں اگر بینک کا کوئی ملازم یا انشورنس کا کاروبار کرنے والا شریک ہوا جس کی کل آمدن یا اکثر آمدن حرام سے ہے تو شرکا میں سے کسی کی قربانی نہیں ہوگی۔

☆... رشوت، غصب، چوری، سود، انشورنس اور دیگر حرام ذرائع سے کمائے گئے مال میں قربانی واجب نہیں، ایسا مال سارا کا سارا بغیر ثواب کی نیت کے صدقہ کرنا واجب ہے۔

قربانی سے متعلق کچھ غلط فہمیاں:

☆... بعض ظاہرین یہ سمجھتے ہیں کہ عورت پر کسی حال میں قربانی واجب نہیں جو سراسر غلط فہمی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا تھا کہ: ”یافاطمۃ! قومی الی ضحیتک فاشھدیھا“ ”اے فاطمہ! جاؤ، اپنی قربانی پر حاضری دو“ اور ظاہر ہے کہ حضرت فاطمہؓ خاتون تھیں۔ (بیہقی، طبرانی)

☆... بعض لوگ اپنی واجب قربانی چھوڑ

کر اپنے زندہ یا مرحوم والدین یا دوسرے رشتہ داروں کی طرف سے نفلی قربانی کرتے رہتے ہیں، جب کہ اپنی واجب قربانی چھوڑ کر دوسرے کو نفلی قربانی کا ثواب پہنچانا جائز نہیں، البتہ اپنی واجب قربانی کے علاوہ مستقل طور پر الگ سے دوسروں کو ثواب پہنچانے کی نیت سے قربانی کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

☆... بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ پہلی مرتبہ جو قربانی کی جاتی ہے وہ اپنی قربانی کے بجائے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نام سے ہونی چاہئے، یہ غلط فہمی ہے، اصل بات یہ ہے کہ جب کسی شخص پر قربانی واجب ہو تو اس پر اپنی طرف سے قربانی ضروری ہے، اپنی واجب قربانی کے علاوہ اسی سال یا آئندہ سال جب بھی توفیق ہو تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم یا دیگر حضرات کو ثواب پہنچانے کے لئے بھی قربانی کی جاسکتی ہے۔

☆... اسی طرح بعض لوگوں میں مشہور ہے کہ اگر کوئی ایک مرتبہ قربانی کردے تو پھر اس کے بعد اس کو سات سال تک مسلسل قربانی کرنا ضروری ہو جاتا ہے، حالانکہ یہ بات بالکل غلط ہے، قربانی تو اس سال ہی واجب ہوگی جس سال کوئی صاحب نصاب ہو اور جس سال صاحب نصاب نہیں اس سال واجب نہیں۔

☆... اگر قربانی واجب نہیں ہے تو قرض لے کر قربانی کرنا بہتر نہیں ہے۔ (مسائل رفعت)

☆... جو شخص مقروض ہو، اس کو قرض ادا کرنے کی فکر کرنی چاہئے قربانی نہ کرے، لیکن اگر کرلی تو ثواب ہوگا۔ (امداد المفتیین)

قربانی کا وقت:

☆... ماہِ ذوالحجہ کی دسویں تاریخ سے لے کر بارہویں تاریخ کی شام تک قربانی کرنے کا وقت ہے۔ جس دن چاہیں قربانی کرسکتے ہیں، سب سے بہتر دن دسویں ذوالحجہ کا دن ہے، پھر گیارہویں تاریخ پھر بارہویں تاریخ۔

☆... بارہویں تاریخ کو سورج غروب ہونے سے پہلے پہلے قربانی کرنا درست ہے، سورج غروب ہونے کے بعد درست نہیں۔

☆... ان دنوں میں جب چاہے قربانی کرے، دن ہو یا رات لیکن رات کو ذبح کرنا بہتر نہیں، اس لئے کہ ہوسکتا ہے کہ اندھیرے میں کوئی رگ نہ کٹے اور قربانی درست نہ ہو۔

☆... جن بستیوں اور شہروں میں جمعہ اور عیدین ہوتے ہیں وہاں نمازِ عید سے پہلے قربانی کرنا جائز نہیں، جس نے پہلے قربانی کرلی تو اس کا اعادہ لازم ہے، البتہ چھوٹے گاؤں جہاں جمعہ و عیدین جائز نہیں، وہاں پر دسویں تاریخ کی صبح صادق کے بعد قربانی کرسکتے ہیں۔ (بدائع:6/10)

☆... پورے شہر میں کسی مسجد یا عیدگاہ میں عید کی نماز ہوگئی، تو اس وقت قربانی کرنا جائز ہے، خود قربانی کرنے والے کا عید کی نماز سے فارغ ہونا شرط نہیں۔

قربانی کے جانور کی عمر:

☆... ایک سال سے کم عمر کی بکری کی قربانی درست نہیں۔ جب پورے سال کی ہو تب قربانی درست ہے۔ اور گائے بھینس دو سال سے کم ہوں تو اس کی قربانی درست نہیں پورے دو سال کی ہوں تب درست ہے۔ اونٹ پانچ برس سے کم کا درست نہیں، دنبہ یا بھیڑ اتنا موٹا تازہ ہو کہ سال بھر کا معلوم ہو اور سال بھر والی بھیڑوں دنبوں میں چھوڑ دیں تو کوئی فرق معلوم نہ ہو تو چھ مہینے کے ایسے دنبہ اور بھیڑ کی بھی قربانی درست ہے اور اگر ایسا نہ ہو تو پورے سال کا ہونا چاہئے۔

☆... قربانی کے جانور میں اصل دارومدار عمر کے پورے ہونے پر ہے، لہٰذا اگر مندرجہ بالا تفصیل کے مطابق جانور کی عمر پوری ہوگئی ہو تو پھر اس کے بعد عمر کے متعلق کسی دوسری علامت مثلاً (دو دانت وغیرہ ہونے) کی ضرورت نہیں، پس اگر کسی کا اپنا پالتو جانور ہو یا اپنے سامنے پیدا ہوا ہو یا کسی اور معتبر ذریعہ سے معلوم ہو کہ عمر پوری ہے تو اس جانور کی قربانی جائز ہے خواہ دو دانت بھی نہ ہو۔

عیب دار جانور کی قربانی:

☆... قربانی کا جانور چونکہ اللہ تعالیٰ کی خاص بارگاہ میں پیش کیا جاتا ہے، اس لئے افضل یہ ہے کہ قربانی کا جانور ہر قسم کے عیبوں سے پاک اور صحیح سالم ہو۔

☆... جو جانور اتنا لنگڑا ہے کہ صرف تین پاؤں سے چلتا ہے چوتھا پاؤں رکھ ہی نہیں سکتا، یا چوتھا پاؤں رکھتا تو ہے لیکن اس سے چل نہیں سکتا اس کی بھی قربانی درست نہیں اور اگر چلتے وقت وہ پاؤں زمین پر ٹیک کر چلتا ہے اور چلنے میں اس سے سہارا لیتا ہے لیکن لنگڑا کر چلتا ہے تو اس کی قربانی درست ہے۔

☆... اگر کسی جانور کے دانت گھس کر مسوڑھوں سے جا ملے ہوں اور کھانے میں کام نہ آتے ہوں تو اس کی قربانی صحیح نہیں۔

(جواہر الفقہ)

☆... جس جانور کے دانت بالکل نہ ہوں اس کی قربانی درست نہیں اور اگر کچھ دانت گر گئے ہیں لیکن جتنے گرے ہیں ان سے زیادہ باقی ہیں تو

اس کی قربانی درست ہے۔

☆... جس جانور کے پیدائش سے ہی کان نہیں، اس کی بھی قربانی درست نہیں اور اگر کان تو ہیں لیکن چھوٹے چھوٹے ہیں، اس کی قربانی درست ہے۔

☆... جس جانور کو خارش کی بیماری ہے اس کی بھی قربانی درست ہے۔ البتہ اگر خارش کی وجہ سے بالکل لاغر ہوگیا ہوتو درست نہیں۔

☆... بھیڑ، بکری اور دنبی کے ایک تھن سے اور گائے، بھینس اور اونٹنی کے دو تھنوں سے دودھ نہ اترتا ہوتو اس کی قربانی جائز نہیں۔

☆... اگر مال دار آدمی نے قربانی کے لئے جانور خرید لیا پھر کوئی ایسا عیب پیدا ہوگیا جس کی وجہ سے قربانی درست نہیں تو اس کے بدلے دوسرا جانور خرید کر قربانی کرے۔ البتہ اگر غریب آدمی ہو جس پر قربانی کرنا واجب نہیں تو اس کے لئے اسی جانور کی قربانی کرنا درست ہے۔

☆... خنثیٰ مشکل جانور کی قربانی درست نہیں۔ (فتاویٰ حقانیہ:6/480 بحوالہ درمختار)

ان جانوروں کی قربانی جائز ہے:

☆... گابھن جانور کی قربانی جائز ہے، پھر اگر بچہ زندہ نکلے تو اس کو بھی ذبح کر دیا جائے۔

☆... حمل والے جانور کو ذبح کرنا جائز ہے، البتہ جس کے بچہ پیدا ہونے کی مدت بہت قریب آ گئی ہو، اس کو ذبح کرنا مکروہ ہے۔

☆... خصی بکرے اور مینڈھے وغیرہ کی بھی قربانی درست، بلکہ افضل ہے۔ (بدائع:6/327)

☆... قربانی کے لئے جو جانور خریدا بعد میں معلوم ہوا کہ چوری کا تھا، اگر چوری کرنے والے سے خریدا ہے تو قربانی جائز نہیں، دوسرا جانور خرید کر قربانی کی جائے۔

☆... دو لوگوں نے دو بکریوں کو قربانی کی نیت سے خریدا اور بھول کر ایک نے دوسرے کی بکری کو ذبح کر ڈالا اور دوسرے نے پہلے کی بکری ذبح کر دی تو دونوں کی قربانی درست ہو جائے گی۔

☆... جو جانور اندھا ہو یا ایسا کانا ہو کہ اس کی ایک آنکھ کی تہائی یا اس سے زیادہ بینائی ختم ہوگئی ہو یا ایک کان تہائی یا تہائی سے زیادہ کٹ گیا ہو یا اس کی دم تہائی یا اس سے بھی زیادہ کٹ گئی ہو تو ایسے جانور کی قربانی درست نہیں۔

☆... اگر بھیڑ بکری کی دم پیدائشی نہ ہو تو قربانی نہ ہوگی، البتہ پیدائشی چھوٹی ہو تو جائز ہے

☆... قربانی کے جانور کی رسی جھول وغیرہ سب چیزیں صدقہ کر دے۔

☆... جس کا ایک یا دونوں سینگ جڑ سے اکھڑ کر ختم ہو گئے ہوں تو اس کی قربانی جائز نہ ہوگی، البتہ پیدائشی نہ ہو تو جائز ہے۔

قربانی کا گوشت:

☆... جس جانور میں کئی حصہ دار ہوں تو گوشت وزن کر کے تقسیم کرنا چاہئے محض اندازے سے نہ تقسیم کیا جائے۔ (جواہر الفقہ)

☆... افضل یہ ہے کہ قربانی کے گوشت کے تین حصے کرکے ایک حصہ اپنے اہل وعیال کے لئے رکھے، ایک حصہ رشتہ داروں دوست واحباب میں تقسیم کرے اور ایک حصہ غریبوں میں تقسیم کرے۔ (شامی)

☆... منت کی قربانی اور مرحوم کی وصیت کی قربانی کا گوشت مستحقین زکوۃ میں تقسیم کرنا ضروری ہے، امیر، سید اور غیر مسلم کو دینا جائز نہیں۔

☆... قربانی کا گوشت کافروں کو بھی دینا جائز ہے بشرطیکہ اجرت میں نہ دیا جائے۔

☆... قربانی کا گوشت فروخت کرنا حرام ہے۔ (جواہر الفقہ)

☆... قصائی کی اجرت (مزدوری) میں گوشت دینا جائز نہیں۔ (جواہر الفقہ)

☆... اگر کوئی شخص وصیت کر گیا ہو کہ میرے ترکہ سے میری طرف سے قربانی کی جائے اور اس کی وصیت کے مطابق اس کے مال سے قربانی کی گئی تو اس کی قربانی کا سارا گوشت وغیرہ صدقہ کرنا واجب ہے (خود کھانا یا مال داروں کو دینا جائز نہیں)۔

☆... ایصال ثواب کی قربانی کا گوشت خود کھانا، دوسروں کو کھلانا سب جائز ہے۔

قربانی کی کھال اور دیگر اعضاء:

☆... ذبح شدہ جانور کی سات چیزوں کا کھانا حرام ہے:

(۱) بہتا خون، (۲) نر کی پیشاب گاہ، (۳) کپورے، (۴) مادہ کی پیشاب گاہ، (۵) غدود، (۶) مثانہ، (۷) پتہ اور بعض علماء کرام نے حرام مغز کو بھی منع لکھا ہے۔

☆... قربانی کی کھال، اون، آنتیں، گوشت، چربی یعنی جانور کا کوئی حصہ کسی خدمت اور مزدوری کے معاوضہ میں دینا جائز نہیں، بعض علاقوں میں کھال قصائی کو مزدوری کے طور پر دی جاتی ہے قربانی کی کوئی چیز قصائی کو اجرت میں دینا جائز نہیں، اس کی اجرت الگ دینا چاہئے، امام اور موذن کو بھی حق خدمت کے طور پر دینا جائز نہیں، بطور ہدیہ امیر وغریب کسی کو بھی دے

سکتے ہیں۔

☆... قربانی کی کھالوں کو اس کے صحیح شرعی مصرف میں لگانا قربانی کرنے والے کی شرعی ذمہ داری ہے۔

ایصالِ ثواب کے لئے قربانی:

☆... قربانی کے دنوں میں میت کے ایصالِ ثواب کے لئے پیسہ وغیرہ صدقہ کرنے سے قربانی کرنا افضل ہے، اور اس کا ثواب میت کو پہنچانا افضل ہے، کیوں کہ صدقہ خیرات میں فقط مال کا ادا کرنا ہے، اور قربانی میں مال کا ادا کرنا بھی اور فدا کرنا بھی یعنی دو مقصد پائے جاتے ہیں۔

☆... اگر اپنی خوشی سے کسی مردے کو ثواب پہنچانے کے لئے قربانی کرے تو اس کا گوشت خود کھانا، کھلانا، تقسیم کرنا سب درست ہے۔ جس طرح اپنی قربانی کا حکم ہے۔

☆... جس شخص نے اپنے مال سے میت کی جانب سے قربانی کی ہے، اگر اس پر بھی قربانی واجب تھی تو یہ قربانی اس کی طرف سے ہو جائے گی، اور میت کو قربانی کا ثواب نہ ملے گا، اور اگر اس پر قربانی واجب نہ تھی یا اپنی قربانی الگ سے کر چکا ہے، تو میت کی طرف سے قربانی ہو جائے گی، یعنی مردہ کو قربانی کا ثواب مل جائے گا۔

☆... سات افراد نے شریک ہو کر ایک گائے یا کوئی بڑا جانور قربانی کے لئے خریدا اور قربانی کرنے سے پہلے ان میں سے کوئی ایک شخص مر گیا، مگر مردہ کے ورثاء نے ان شرکاء کو اجازت دے دی کہ تم میت کی طرف سے قربانی کرو، پس اگر وہ ان کی اجازت سے مردہ اور اپنی طرف سے قربانی کریں تو درست ہوگی اور سب کی قربانی ادا ہو جائے گی، اور اگر اس مردہ کے ورثاء کی اجازت کے بغیر قربانی کریں تو درست نہ ہوگی اور کسی کی بھی قربانی ادا نہ ہوگی۔

☆... جس شخص پر قربانی واجب تھی، اگر اس نے قربانی کے لئے جانور خرید لیا پھر وہ جانور گم ہو گیا یا چوری ہو گیا یا مر گیا تو اس پر واجب ہے کہ اس کی جگہ دوسری قربانی کرے اور اگر دوسری قربانی کے بعد پہلا جانور مل گیا تو بہتر ہے کہ اس کی بھی قربانی کر دے، اور اگر یہ شخص غریب ہو اور اس پر پہلے سے قربانی واجب نہیں تھی، نفلی طور پر قربانی کے لئے جانور خرید لیا تھا، تو اب اس جانور کی قربانی اس پر واجب ہو گئی، لیکن اگر اس کا یہ جانور مر جائے یا گم ہو جائے یا چوری ہو جائے تو یہ وجوب ساقط ہو گیا، اس کے ذمہ دوسری قربانی واجب نہیں، اور اگر گم ہو جانے کے بعد اس نے دوسرا جانور خرید لیا پھر پہلا بھی مل گیا، تو اس پر واجب ہے کہ دونوں جانوروں کی قربانی کرے کیوں کہ غریب آدمی جو صاحب نصاب نہ ہو جب کوئی جانور قربانی کی نیت سے خریدتا ہے تو نذر کے حکم میں ہو جاتا ہے، جس کا پورا کرنا واجب ہے۔

قربانی کے آداب:

☆... قربانی کے جانور کو چند روز پہلے پالنا افضل ہے۔

☆... جانور کو آرام و پیار سے قربان گاہ تک لایا جائے، سختی کے ساتھ گھسیٹ کر نہ لے جایا جائے۔ (بدائع الصنائع)

☆... حضرت ابنِ سیرین رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی کو دیکھا کہ وہ بکری کو ذبح کرنے کے لئے پاؤں سے گھسیٹ کر لے جا رہا تھا، تو آپ نے فرمایا کہ ''تیرا ناس ہو، اس بکری کو موت کی طرف اچھی طرح ہنکاؤ۔'' (مصنف عبدالرزاق)

☆... حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے ذبح کئے جانے والے جانور پر رحم کیا تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس پر رحم فرمائیں گے۔ (المعجم الکبیر)

☆... قربانی سے پہلے چھری کو خوب تیز کر لیا جائے۔ (بدائع الصنائع)

☆... جانور کے سامنے چھری تیز نہ کی جائے، بلکہ اس سے چھپا کر یا پہلے ہی سے تیز کی جائے، کیوں کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے کوئی چھری تیز کرے تو وہ بکری کے سامنے تیز نہ کرے۔ (مصنف عبدالرزاق)

☆... ایک جانور کو دوسرے جانور کے سامنے ذبح نہ کیا جائے۔ (بدائع)

☆... ذبح کے بعد جب تک جانور پوری طرح ٹھنڈا نہ ہو جائے اس کو کاٹا یا کھال نہ اتاری جائے۔ (جواہر الفقہ)

قربانی کی قضاء:

اگر قربانی کے دن گزر گئے، اور غفلت یا کسی عذر کی وجہ سے قربانی نہیں کر سکا تو قربانی کی قیمت فقراء و مساکین پر صدقہ کرے، اور اگر بکری خرید لی تھی تو وہی بکری صدقہ کر دے۔

☆... کسی پر قربانی واجب تھی اور قربانی کے تینوں دن گزر گئے لیکن اس نے قربانی نہیں کی تو ایک بکری یا بھیڑ کی قیمت خیرات کر دے۔

(باقی صفحہ 17 پر)

محبت ہوتو ایسی!

حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ

جناب حافظ عبدالرشید صاحب کراچوی کے والد گرامی خانیوال کے رہنے والے تھے۔ انہوں نے ۱۹۶۲ء میں اپنے بیٹے عبدالرشید کو دارالعلوم کبیر والا میں داخل کرادیا۔ آپ نے حضرت مولانا عبدالخالق صاحب بانی دارالعلوم کے زمانہ میں حفظ کیا، پھر کتب کی تعلیم شروع کی۔ حضرت مولانا عبدالخالق صاحب، حضرت مولانا عبدالمجید صاحب لدھیانوی سے اس زمانہ میں تلمذ، محبت، مؤدت کا تعلق قائم ہوا۔ اس زمانہ میں کراچی کے قاری نسیم الدین بھی طالب علم تھے، ان سے برادرانہ تعلق قائم ہوا۔ اس کے بعد چار سال خیر المدارس ملتان میں ہدایہ تک تعلیم حاصل کی۔ اس دور میں آپ کے ہم درس اور ساتھی حضرت قاری محمد یاسین بانی و مہتمم دارالقرآن فیصل آباد تھے۔ اس زمانہ میں آپ نے میٹرک، بی کام، ڈی کام بھی کرلیا۔

اس کے بعد قاری نسیم الدین آپ کے والد صاحب کو منا کر آپ کو کراچی لے آئے۔ آپ نے تراویح میں قاری نسیم الدین سے قرآن مجید سنا۔ پھر جناب حاجی محمد رفیق وحاجی محمد عبداللہ، جو ہاؤسنگ کالونیاں بناتے تھے، ان کے ہاں کام پر لگ گئے۔ آپ کی حسن کارکردگی کو دیکھ کر انہوں نے ملیر کالونی کی اسکیم کا ٹھیکہ آپ کو دے دیا۔ آپ نے اس محبت سے اس کام کو آگے بڑھایا کہ حاجی صاحبان مارے خوشی کے جھوم اٹھے۔ آپ نے لاہور، ملتان، کراچی کئی جگہ ابراہیم گروپ کے نام پر رہائشی کالونیاں بنائیں اور حق تعالیٰ نے اس میں برکت دی۔

۱۹۷۰ء سے ۱۹۸۲ء تک حضرت مولانا عبدالمجید صاحب لدھیانوی سے آپ کا تعلق برقرار نہ رہا۔ آپ پر کالج، کاروبار کا، بود وباش، وضع قطع میں مکمل اثر تھا۔ قاری نسیم الدین ایک دن آپ کو لے کر حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی کے پاس آئے، آپ نے اتنی محبت دی کہ حافظ صاحب کے دل سے سب اجنبیت کافور ہوگئی۔

۱۹۸۲ء میں حضرت حافظ نسیم الدین صاحب، حضرت مولانا عبدالمجید صاحب کو عمرہ پر لے جانے لگے تو حافظ عبدالرشید بھی ساتھ ہوگئے، حجاز مقدس کے مولانا عبدالمجید صاحب کے اکتالیس اسفار ہوئے۔ سوائے تین اسفار کے باقی سب اسفار میں حافظ عبدالرشید کا ساتھ رہا اور ان اسفار کے تمام اخراجات بھی حافظ صاحب نے اپنے ذمہ رکھے۔ قاری نسیم الدین صاحب نے حضرت مولانا عبدالمجید صاحب لدھیانوی کے صبح کے درس قرآن مجید کی سوا دو صد کے قریب کیسٹ ریکارڈ کرائیں۔ ان کو حاصل کر کے حضرت حافظ صاحب اور حضرت مولانا مفتی محمد ظفر اقبال صاحب نے کاغذ پر منتقل کرایا۔ کیسٹوں سے کاغذ پر پھر کمپوزنگ، پروف ریڈنگ ایسے تمام امور حضرت مفتی ظفر صاحب نے انجام دیئے۔ مالیاتی معاونت حضرت حافظ صاحب نے اپنے ذمہ رکھی، یوں تفسیر تبیان القرآن مکمل ہوئی۔ حضرت مفتی صاحب اس دوران چیچہ وطنی تشریف لے گئے تو پوری تفسیر کی تکمیل، کمپوزنگ، پروف ریڈنگ، تصحیح کمپوزنگ اور نظر ثانی حضرت مولانا منیر احمد منور کی سرپرستی میں آپ کے دو گرامی قدر شاگردان، مولانا عمیر شاہین، مولانا عمران کے ذریعہ سے کرائی گئی، مالی امور کے متکفل حضرت حافظ صاحب رہے۔

یوں حق تعالیٰ نے کرم کیا کہ ۲۰۲۰ء میں اس کا مکمل ۸ جلدوں پر مشتمل ڈبہ پیک سیٹ جناب ندیم صاحب نفیس قرآن بک کمپنی اردو بازار لاہور کے ذریعہ منظر پر آیا۔ اس تفسیر کی تیاری میں اول تا آخر جس دریادلی کے ساتھ حافظ عبدالرشید صاحب نے حصہ لیا، وہ صرف آپ ہی کا حصہ ہے اور بس۔

جامعہ باب العلوم کی مسجد قدیم مرور زمانہ کے باعث خستگی کی حالت میں تھی، اس کی توسیع وتعمیر نو کا مرحلہ درپیش تھا، اس زمانہ میں پچاس لاکھ سے اوپر تخمینہ لگایا گیا۔ نقشہ تیار، جگہ موجود، مگر سرمایہ ہنوز دلی دور است۔ حضرت مولانا عبدالمجید صاحب کراچی اپنی آنکھوں کے آپریشن کے لئے تشریف لے گئے، آنکھوں کے ڈاکٹر آپ کے مخلص مرید تھے، آپریشن سے قبل ہر دس پندرہ منٹ بعد ڈراپس ڈال رہے تھے۔ انہوں نے پوچھ لیا حضرت مسجد کی تعمیر کیوں شروع نہیں کراتے؟

حضرت نے حافظ عبدالرشید کی طرف اشارہ کیا کہ ان سے پوچھیں، حافظ صاحب نے فٹ فرمایا کہ پچاس، ساٹھ لاکھ کہاں سے لائیں، ڈاکٹر

غالباً مستقیم صاحب نے فرمایا کہ پچیس لاکھ میرے ذمہ، پچیس لاکھ حافظ صاحب ملائیں تو مسجد مکمل۔ حافظ عبدالرشید صاحب نے حامی بھرلی۔ مولانا عبدالمجید صاحب لدھیانوی نے اجازت دی۔ مولانا مفتی محمد ظفر اقبال نے کمر کیا باندھی، دن رات دیوانہ وار ایک کردیا۔ تھوڑے عرصہ میں فلک بوس مسجد نے پورے ضلع کی عظیم مساجد کی قیادت اپنے نام کرالی۔ اس کا ماربل وغیرہ کا اپنی صوابدید پر انتظام حضرت حافظ صاحب نے کیا۔

مسجد، جامعہ باب العلوم کی تعمیر وتوسیع حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی کی راحت وخدمت پر امکانی حد تک جس طرح حافظ عبدالرشید نے مالی ایثار کیا، اسے سنت صدیقی کا احیاء یا سنت عثمانی کی یاد قرار دیا جاسکتا ہے۔ ایک بار سفرحج میں حافظ عبدالرشید صاحب نے حضرت لدھیانوی سے عرض کیا: حضرت! ایک ساتھ مرنے کی دعا فرمادیں۔ حضرت نے خاموشی اختیار کی، حضرت لدھیانویؒ کا وصال ہوا، تو آپ کی اکیلے مدرسہ باب العلوم کہروڑ پکا کے ملحقہ علیحدہ پلاٹ میں آخری رہائش بن گئی۔ اب حافظ صاحب پر وقت اجل آیا۔ کراچی میں وصال ہوا۔ محبت نے اڑان بھری اور آپ کے پہلو میں کہروڑ پکا آ مقیم ہوئے۔

یہاں سے ہی استاد و شاگرد (مولانا عبدالمجید، مولانا حافظ عبدالرشید) کا خمیر اٹھایا گیا۔ یہاں لوٹ کر دونوں جمع ہوگئے۔ یہاں سے دونوں اس دن اٹھائے جائیں گے جس دن پوری خلقت اٹھے گی۔ محبت ہو تو ایسی۔ ساتھ ہو تو ایسا۔ دونوں حضرات پر رب کریم کی رحمت کی بارش موسلا دھار نازل ہو کہ وہ ایک ایسی مثال قائم کرگئے، جسے نبھانا ہر کسی کا کام نہیں۔

باب العلوم میں ۳۰ رجون ۲۰۲۰ء کو قبل از دوپہر حضرت حافظ صاحب کے قدیم ساتھی و دوست حضرت قاری محمد یاسین صاحب نے جنازہ پڑھایا اور آپ رحمت حق کے سپرد کردیئے گئے۔ زہے نصیب۔

حضرت حافظ عبدالرشید صاحب کے صاحبزادے، پوتے سب قرآن مجید کے حافظ وقاری ہیں۔ آپ کی کوٹھی کا تہہ خانہ علماء، حفاظ، قراء کا مہمان خانہ ہے۔ حضرت سید نفیس شاہ صاحبؒ ہفتہ، عشرہ یہاں گزارتے تو خانقاہ رائے پور کا عہد شباب عود کر آتا۔ حضرت حافظ صاحب سے حق تعالیٰ نے بہت سارے خیر کے امور متعلق کررکھے تھے، خدا کرے ان کے ورثاء کے ذریعہ یہ صدقہ جاری وساری رہے۔ وماذالک علی اللہ بعزیز۔ مسجد، مدرسہ، استاذ وتفسیر تبیان الفرقان چہار جانب کا اتنا مضبوط حصار، حافظ صاحب کی ذاتی شرافت کا فرش، اوپر سے اللہ رب العزت کی رحمت۔ شش جہت رحمتوں کا ماحول، اسے کہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ ان کی قبر کو ”بقعہ نور“ فرمائیں۔ ☆

مولانا محمد احمد مجاہد کی رحلت

مولانا محمد احمد مجاہدؒ، بابو تاج محمد نکودریؒ مناظر اسلام کے فرزند ارجمند، جامعہ دارالعلوم کراچی کے فاضل متحرک عالم دین تھے۔ فقیر والی رہائش ترک کرکے لاہور آگئے اور جنرل ضیاء الحق مرحوم کے زمانہ میں اسکول میں ملازمت اختیار کرلی۔ راقم کے لاہور کے زمانہ تبلیغ میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لاہور کے ناظم رہے۔ مجلس کے اجلاسوں اور پروگراموں میں مستقل بنیادوں پر شرکت فرماتے اور حسب استطاعت خدمات سرانجام دیتے۔ ابتداً کرایہ پر مکان لے کر رہائش اختیار کرلی، بعدازاں کوٹ خواجہ سعید میں اپنا مکان بنالیا۔ ان کے والد محترم بابو تاج محمد نکودریؒ جو جامعہ قاسم العلوم فقیروالی میں شعبہ اسکول میں استاذ رہے اور وقتاً فوقتاً قادیانیت کے خلاف بھرپور علمی گرفت فرماتے رہے۔ موصوف نے رفقاء سے مل کر اپنے والد محترم کے مضامین کو ”قادیانیت کا علمی ریمانڈ“ کے نام سے کتابی شکل میں شائع کیا۔ موصوف کے ایک فرزند ارجمند مولانا محمد راشد سلمہ مجلس تحفظ ختم نبوت کے کھالوں کے مرکز پر مستقل ڈیوٹی دیتے رہے ہیں، ان کی عمر تقریباً ۶۵ سال تھی۔

۲۷ رمضان المبارک ۱۴۴۱ھ مطابق ۲۱ رمئی ۲۰۲۰ء پونے پانچ بجے صبح فالج کا اٹیک ہوا اور پونے نو بجے رات عشاء کے وقت روح قفس عنصری سے پرواز کرگئی۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ انہوں نے اپنے پیچھے چار بیٹے اور دو بیٹیاں سوگوار چھوڑے۔ ان کی نماز جنازہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لاہور کے نائب امیر پیر رضوان نفیس کی امامت میں ادا کی گئی اور لاہور کے مبارک قبرستان میانی صاحب جس میں سینکڑوں علماء کرام، مشائخ عظام، ہزاروں صوم وصلوٰۃ کے پابند مسلمان آرام فرما ہیں۔ ان کے جلو میں انہیں رحمت خداوندی کے سپرد کیا گیا۔ اللّٰھم اغفرلہ وارحمہ واعف عنہ وعافہ وبرّد مضجعہ آمین یا اللہ العالمین۔

(مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی)

قربانی....شریعت وعقل کی روشنی میں

مفتی کفیل الرحمٰن نشاط

انسان اشرف المخلوقات ہے اور اس کے لئے جانوروں کا غذا بننا اور گوشت کا استعمال تخلیق کی ابتدا سے ثابت ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام کے صاحبزادوں ہابیل اور قابیل کا واقعہ قرآن شریف میں ذکر کیا گیا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے ان کے درمیان اختلاف دور کرنے اور قطعی فیصلہ کے لئے یہ تجویز پیش فرمائی کہ دونوں اپنی اپنی قربانی کے لئے جانور پیش کریں‘ اس تجویز کے مطابق دونوں نے قربانی پیش کی۔ ہابیل نے ایک فربہ دنبہ کی قربانی کی اور دستور کے مطابق اسے آسمانی آگ آکر کھا گئی جو قربانی قبول ہونے کی علامت تھی۔

اس جگہ اس قربانی کا بیان مقصود ہے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بارگاہ ربانی میں اپنے اکلوتے بیٹے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی پیش کی‘ اپنی طرف سے حکم ربانی کی تعمیل میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی اور بیٹے کو لٹا کر اس کی گردن پر چھری چلادی مگر عنداللہ مقصد حضرت اسمٰعیل کو ذبح کرنا نہیں تھا بلکہ جذبہ اطاعت کی آزمائش تھی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام اس آزمائش پر پورے اترے تو اللہ تعالیٰ نے اس کے بدلے ”ذبح عظیم“ سے نوازا۔

بعض روایات میں ہے کہ: ”ونادیناہ ان یآ ابراھیم (اور ہم نے انہیں آواز دی کہ اے ابراہیمؑ) ابراہیم علیہ السلام نے سن کر اوپر کی طرف دیکھا تو حضرت جبرئیل علیہ السلام ایک مینڈھا لئے کھڑے تھے۔ بہر حال یہ بہشتی مینڈھا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ کے حکم سے اپنے صاحبزادے کی جگہ ذبح کیا‘ پھر ان دونوں کی یہ ادا اس قدر پسند آئی کہ اللہ تعالیٰ نے بعد والوں کے لئے اس کا حکم فرمایا۔ ۲ ہجری میں قربانی کا حکم ہوا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ۱۰ ذی الحجہ کو دو رکعت نماز عید ادا فرمائی اور دو مینڈھے قربان کئے اور مسلمانوں کو قربانی کا حکم دیا‘ اس کے بعد آپ ہر سال قربانی فرماتے رہے۔

حضرت زید ابن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ صحابہ کرامؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ان قربانیوں کے بارے میں پوچھا تو ارشاد ہوا کہ تمہارے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے قربانی کے حکم کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے یہ ہدایت بھی فرمائی کہ جو قربانی کرو پورے اخلاص کے ساتھ کرو۔ ارشاد ربانی: ”لن ینال اللّٰہ لحومھا ولا دماؤھا ولکن ینالہ التقویٰ منکم۔“ (الحج:۳۷) میں اسی طرف اشارہ ہے کہ اللہ کے پاس قربانی کا گوشت اور خون نہیں پہنچتا ہے اور نہ وہ دراصل قربانی کا مقصد ہے بلکہ اصل مقصود قربانی اللہ کا نام لینا اور حکم ربانی کی تعمیل ہے۔ یہی حکم دوسری عبادتوں کا بھی ہے۔ مثلاً نماز میں حقیقتاً یہ نشست و برخاست مطلوب نہیں اور روزوں کا مقصد صرف بھوکا پیاسا رہنا اور بھوک پیاس کی تکلیف اٹھانا نہیں بلکہ اصل منشاء حکم ربانی کی تعمیل ہے‘ اگر یہ عبادتیں اخلاص سے خالی ہوں تو روح کے بغیر یہ محض ڈھانچہ ہوگا‘ لیکن عبادتوں کی شرعی شکل اور ڈھانچہ بھی اس وجہ سے ناگزیر ہے کہ منجانب اللہ اس کا حکم بجالانے کی خاطر یہ صورتیں منتخب کردی گئیں۔

آیت کریمہ ”ولکل جعلنا منسکا“ (الآیۃ) میں بعض مفسرین نے ”منسکا“ کے معنی قربانی کے لئے ہیں اور اس اعتبار سے معنی یہ ہوجائیں گے کہ امت محمدیہ کو دیا گیا حکم قربانی یہ حکم نیا نہیں‘ سابقہ امتوں پر بھی قربانی کی عبادت تھی۔ جس طرح نماز بدنی اور جسمانی عبادتوں میں عظیم ترین عبادت ہے اور اسے شان امتیازی حاصل ہے ٹھیک اسی طرح قربانی کو ان عبادات میں اس وجہ سے خصوصی امتیاز و اہمیت حاصل ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نام پر قربانی بت پرستی کے شعار کے خلاف ایک طرح کا جہاد ہے۔ اس لئے کہ بت پرست اپنی قربانیاں بتوں کے نام پر کرتے تھے۔ اسی وجہ سے قرآن کریم کی دوسری آیت میں بھی نماز کے ساتھ قربانی کو بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

”ان صلوتی ونسکی ومحیای ومماتی للّٰہ رب العلمین۔“

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی کے جو تین دن متعین فرمائے یہ بہت سی مصلحتوں پر مشتمل اور مزاج شریعت کے عین مطابق ہے۔

ان میں ایک مصلحت اجتماعیت ہے جو شرعاً پسندیدہ و مطلوب ہے اہم عبادتوں پر نظر ڈالئے تو

وہاں اجتماعیت اور شان اتحاد اسلامی کے مظاہر کی پسندیدگی واضح ہوگی مثلاً نماز کو لیجئے کہ پانچ وقت جماعت کے ساتھ پڑھنے کا حکم ہوا کہ اس طرح اہل محلّہ اور محدود دائرے میں مسلمانوں کے حالات سے واقفیت حاصل ہوتی ہے اور ایک دوسرے کے دکھ درد سے واقف ہو کر اس کے مناسب تدبیر کرسکتا ہے پھر اس کا دائرہ اور وسیع کرتے ہوئے ہفتہ میں ایک بار نماز جمعہ واجب کی گئی کہ اس کے ذریعہ اتحاد اسلامی اور یگانگت کا مظاہرہ ہو پھر سال بھر میں دو مرتبہ نماز عیدین مقرر کی گئی کہ اتحاد کے مظاہرہ کے علاوہ شہر کے لوگوں کے حالات سے بھی کافی حد تک واقفیت ہو' اسی روح اتحاد کا مظاہرہ روزہ میں بھی ہوتا ہے کہ اس کے لئے ایک مہینہ مقرر کیا گیا کہ تمام مسلمان ایک ہی وقت اس فریضہ کی ادائیگی کریں' ان اجتماعی عبادتوں کا بڑا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ پورا معاشرہ مخصوص عبادات کے ماحول میں ڈھل جاتا ہے۔

پھر قربانی کے تین دن متعین کرنے میں یہ مصلحت بھی ہے کہ تاریخ اسلام کے اس یادگار دن کی یاد لوگوں کے دلوں میں تازہ رہے جس میں جلیل القدر باپ بیٹے حکم ربانی کی تعمیل پر برضاو رغبت تیار ہوئے اور اللہ تعالیٰ نے ان کے اخلاص اور کڑی آزمائش میں پورے اترنے کی تصدیق فرمائی۔ یہ بات ذہن نشین رکھنی چاہئے کہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے جس عبادت کی جو شکل متعین فرمادی' اسی طرح اسے ادا کرنا ضروری ہے اپنی رائے سے کسی چیز کو اس کا بدل قرار نہیں دے سکتے۔ البتہ اگر اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ہی اس کا کوئی بدل تجویز فرمادیا ہو تو اور بات ہے مثلاً اگر نماز کی جگہ کوئی شخص اپنا تمام مال صدقہ کردے تو اس کو ایک فرض نماز کا بھی بدل نہیں کہا جاسکتا۔ اسی طریقہ سے اگر قربانی کی جگہ کوئی خواہ کتنا ہی نیک کام کرے اور قربانی کے ان متعین تین دن میں صاحب استطاعت ہوتے ہوئے قربانی نہ کرے تو اسے حکم ربانی کی خلاف ورزی کرنے والا کہا جائے گا اور اس کا دوسرا نیک کام قربانی کا بدل نہ بن سکے گا۔

حاصل یہ ہے کہ ہر کام اور ہر عبادت میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کی جوں کی توں تعمیل ضروری ہے اور کسی کو اس میں اپنی طرف سے معمولی رد و بدل اور اس کے خلاف کا بھی حق نہیں۔

دور حاضر میں ایک طبقہ جو بزعم خویش روشن خیال مگر حقیقتاً گمراہ ہے لوگوں کو اس طرح ورغلاتا ہے کہ یہ کثیر رقم جو قربانیوں پر خرچ کی جاتی ہے اس کی جگہ اگر کوئی رفاہی کام کیا جائے اور ملی ترقی کے کاموں میں اسے صرف کیا جائے تو یہ اس سے بہتر ہے کہ کثیر رقم قربانیوں پر ضائع کی جائے۔ مگر یہ واقعتاً زبردست دھوکہ ہی ہے' اسلام کی نگاہ میں رفاہی امور اور ملی ترقی کے کاموں سے بڑھ کر سب سے زیادہ اہمیت اس کی ہے کہ مسلمان شرک اور ابہام شرک سے محفوظ رہیں' توحید ربانی پر ان کا عقیدہ مستحکم ہو' اللہ تعالیٰ کی کبریائی کے اعتراف' اس کی رضا جوئی اور شکر بجالانے اور صرف اس کی عبادت میں ان کی زندگی ڈھلی ہوئی ہو اور رضائے ربانی کی خاطر اپنی جان و مال نچھاور کرنے پر ہمہ وقت تیار و مستعد ہوں۔

قربانی انہیں عبادات میں سے ایک عبادت ہے جس کی ادائیگی اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ضروری قرار دی ہے اور اخلاص کے ساتھ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے طریقہ کے مطابق ادا کرنا رضائے ربانی کا سبب' اعتراف کبریائی کی ایک دلیل اور شکر ربانی کی ادائیگی کا مظہر ہے۔

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ ''المصالح العقلیہ'' میں تحریر فرماتے ہیں:

''دراصل قربانی کیا ہے ایک تصویری زبان میں تعلیم ہے جسے جاہل اور عالم سب پڑھ سکتے ہیں' وہ تعلیم یہ ہے کہ خدا کسی کے خون اور گوشت کا بھوکا نہیں وہ ''**وھو یطعم ولا یطعم**'' ہے ایسا پاک اور عظیم الشان نہ تو کھالوں کا محتاج ہے اور نہ گوشت چڑھانے کا بلکہ وہ تمہیں سکھانا چاہتا ہے کہ تم بھی خدا کے حضور اسی طرح قربان ہوجاؤ اور یہ بھی تمہارا قربان ہونا ہے کہ اپنے بدلہ اپنا قیمتی پیارا جانور قربان کردو۔''

جو لوگ قربانی کو خلاف عقل کہتے ہیں وہ سن لیں کہ کل دنیا میں قربانی کا رواج ہے اور قوموں کی تاریخ پر نظر ڈالنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ ادنیٰ چیز اعلیٰ کے بدلہ قربان کی جاتی ہے۔ یہ سلسلہ چھوٹی سے چھوٹی اور بڑی سے بڑی چیز میں پایا جاتا ہے۔ دنیا کی قوموں پر نظر ڈالئے تو کوئی قوم ایسی نہیں ملے گی جو اپنی تقریبات اور تہواروں پر لاکھوں' کروڑوں روپے صرف نہ کرتی ہو' اس کے تمدنی' اخلاقی اور اجتماعی بڑے فوائد ہیں' پھر دوسری قوموں کے تہواروں اور تقریبات پر نظر ڈالئے کہ ان میں وہ اعلیٰ پاکیزہ' روحانی' اخلاق روح نہیں پائی جاتی جو عیدالاضحیٰ میں ہے۔

☆☆............☆☆

شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی محمد نعیم رحمۃ اللہ علیہ

کچھ باتیں، کچھ یادیں

مولانا محمد طیب لدھیانوی

گزشتہ ماہ کے آخر میں اچانک افسوسناک اطلاع ملی کہ جامعہ بنوریہ عالمیہ سائٹ ایریا کراچی کے بانی ومہتمم ،علماء اہل سنت والجماعت کے سر کا تاج، ملک وملت کے مایہ ناز سپوت، میرے شفیق استادمحترم حضرت مولانا مفتی محمد نعیم صاحب اس دنیا سے کوچ کر گئے، خبر کا سننا تھا کہ پاؤں سے زمین نکل گئی یک دم آنکھوں میں اندھیرا سا چھا گیا اورانا للہ وانا الیہ راجعون پڑھ کراپنے آپ کو تسلی دی۔

حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے میرا تعلق بچپن ہی سے تھا کہ جب میں درجہ حفظ میں پڑھتا تھا یہ غالباً ۱۹۹۵ء کی بات ہے کہ والد محترم مولانا عبدالرزاق لدھیانوی مدظلہ (مدرس جامعہ بنوری ٹاؤن کراچی) مجھے جامعہ بنوریہ دکھانے کے لئے لے گئے، اس زمانے میں لمبی سیٹوں والے کالے رکشہ چلا کرتے تھے، اس وقت جامعہ بنوریہ کی جگہ خالی پلاٹ اور چھوٹی سی مسجد ٹین کی چھت والی ہوا کرتی تھی، ایک عدد دفتر، چند اساتذہ کرام کے پرانے جنگی طرز کے مکانات بنے ہوئے تھے باقی چٹیل میدان تھا، چند تعمیراتی گھر بن رہے تھے۔ میں نے اس وقت حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے والد قاری عبدالحلیم نور اللہ مرقدہ کی رکشہ موٹر سائیکل بھی دیکھی۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ ۱۹۷۹ء میں جامعہ بنوری ٹاؤن سے فراغت کے بعد تقریباً پندرہ سال جامعہ ہی میں تدریس فرماتے رہے، مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ میں حضرت قاری محمد سرفراز صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس قرآن کریم حفظ کررہا تھا حضرت مفتی محمد نعیمؒ اکثر سبق پڑھا کر چائے پینے ہماری کلاس میں آجایا کرتے تھے۔

یہ میری سعادت مندی تھی کہ میرے ختم قرآن کے موقع پر مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی ولی حسن ٹونکی رحمہ اللہ علیہ کے ہمراہ حضرت مفتی محمد نعیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی تشریف لائے، حضرت مفتی احمد الرحمٰن صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے دعا فرمائی۔

حضرت مفتی صاحبؒ میرے استاد اس لحاظ سے بھی رہے کہ میں درجہ اعدادیہ پڑھ کر درجہ اولیٰ میں آیا تو پہلا گھنٹہ "الطریقۃ العصریہ" کی کتاب آپ کے ذمے آئی، آپ کے پڑھانے کا انتہائی نرالا انداز ہوتا تھا، جو سبق پڑھاتے اس کو کاپی میں باقاعدہ لکھواتے تھے، نیز طلبا سے فرماتے جو سبق پڑھایا ہے یہ آپ کے پاس امانت ہے کل اسی طرح امانت واپس لوں گا اور اکثر مزاحاً فرمایا کرتے تھے کہ آپ کو معلوم ہونا چاہئے اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں میری گواہی دی ہے، میرے سبق کے بارے میں قیامت کے روز پوچھا جائے گا۔

آپؒ کے نزدیک طالب علم کے بیمار ہونے کی کوئی اہمیت نہیں تھی اکثر فرماتے جو طالب علم بیماری میں مبتلا ہو یا شدید بخار ہو وہ بستر کلاس میں لگا لے، چھٹی یا رخصت قطعاً برداشت نہیں، جو سبق جس انداز میں پڑھایا ہوتا اسی انداز میں حرف بہ حرف سنتے، واقعتاً استاد محترمؒ نے اسباق پڑھانے کا حق ادا کردیا۔ اس زمانے میں آپؒ کے پاس ایک وائرلیس فون ہوا کرتا تھا ہم دیکھ کر حیران ہوتے تھے کہ بغیر تار پوری دنیا میں کیسے رابطہ ہوتا ہے۔

آپؒ سے مقامات حریری، مختصر المعانی اور دیوان حماسہ بھی پڑھنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ آپ کا حافظہ انتہائی قوی تھا، مقامات حریری کے سینکڑوں اشعار زبانی حرف بہ حرف سنا دیا کرتے تھے، اشعار کا ترجمہ وتشریح نہایت عمدہ پیرایہ میں اور آسان فہم ہوتی تھی۔

حضرت مفتی صاحب نے جب جامعہ بنوریہ کی بنیاد رکھی تو مزید ذمہ داریاں بڑھ گئیں پھر جامعہ بنوری ٹاؤن سے استعفیٰ دے دیا، لیکن اپنے مادر علمی سے اپنا تعلق قائم رکھا۔

جامعہ بنوریہ میں تاحیات حدیث شریف کا درس دیتے رہے۔ مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو صاحب مقامات سے بھی بے انتہا محبت وعقیدت تھی۔

حضرت مفتی صاحب بہت ہی مایہ ناز شخصیت تھی، مسلک کی ہر دینی جماعت کی سرپرستی فرماتے، علمائے دیوبند کے ہر مشکل گھڑی میں

باطل سمت سے آنے والے طوفان میں دست وبازو بنتے، اوران کی سرپرستی کا کردارادا کرتے۔ انتہائی خوش مزاج اورملنسار تھے، طلبا اور بنوریہ کے ملازمین حتیٰ کہ خاکروب سے بھی ہمیشہ حسن اخلاق سے پیش آتے، پورے نظام کوازخود سنبھالتے، اپناہرکام خودکرنے کے عادی تھے، طلبا کے ساتھ شفقت اور والہانہ محبت کا انداز ہی کچھ نرالا تھا۔ آپ رحمہ اللہ کے شاگرد پاکستان سمیت دنیا کے ۲۲ ممالک میں پھیلے ہوئے ہیں۔ ان کے شاگردوں کی تعداد ہزاروں میں نہیں بلکہ لاکھوں میں ہے، جامعہ بنوریہ میں درس نظامی کے ساتھ ساتھ عصری تعلیم سے بھی طلبا کو آراستہ کیا۔

مفتی صاحب کے ہاتھ پر کئی غیر مسلم افراد نے اسلام قبول کیا اور غیر مسلم خواتین وحضرات کو مسلمان کرنے کے بعد ان حضرات کو جامعہ بنوریہ میں داخلہ دے کر دین کی تعلیم سے بھی آراستہ کیا، جو غیر مسلم شخص دین اسلام کی الف، ب تک نہیں جانتا تھا مفتی صاحب رحمہ اللہ نے اپنی سرپرستی میں محنت کر کے ان کو بھی علم دین سکھلایا۔ نیز بچوں اور بچیوں کو قرآن کریم ناظرہ اور حفظ یاد کرایا، آپ کے ادارے میں تقریباً ۵۵ ممالک سے تعلق رکھنے والے طلبا زیر تعلیم ہیں۔ جامعہ میں مجموعی طور پر پانچ ہزار سے زائد طلبا زیر تعلیم ہیں۔

حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ نے سات جلدوں پر مشتمل تفسیر روح القرآن، شرح مقامات حریری، نماز مدلل اور دیگر کتب تصنیف فرمائیں، نیز حضرت مولانا ڈاکٹر محمد حبیب اللہ مختار شہید رحمۃ اللہ علیہ کا خاص نمبر بھی اپنی سرپرستی میں شائع فرمایا۔

قرآن پاک سے خاص شغف تھا، ہرروز تقریباً دس سپارے پڑھنے کا معمول تھا، اس بیماری کی حالت میں بھی جب کہ ہسپتال کے ڈاکٹروں نے دل کے بائی پاس (آپریشن) کے بعد سختی کے ساتھ کہہ دیا تھا کہ آپ نماز اشارہ سے پڑھیں، اس کے باوجود نماز تہجد قضا نہیں ہوئی، ازخود مسجد میں نماز پڑھانے کا تاحیات معمول جاری رہا، ہر سال چھ روزہ تراویح پڑھانے کا معمول رہا۔

آپؒ کے والد مرحوم کی وفات کے بعد ہر سال ماہ رمضان میں امریکہ جا کر نماز تراویح میں قرآن کریم سنایا کرتے تھے۔

میرا جب بھی جامعہ بنوریہ جانا ہوتا استاد محترم سے ضرور ملاقات ہوتی، فرماتے کہ میرے والد کے طرز پر تلاوت سناؤ! جب میں تلاوت شروع کرتا تو وہ روپڑتے، فرماتے کہ آپ کے طرز تلاوت سے والد کی یاد تازہ ہو جاتی ہے۔ کبھی نماز کا وقت ہوتا تو ہاتھ پکڑ کر محراب کی طرف کر دیتے کہ نماز آپ پڑھائیں۔ آپ کے والد مرحوم حضرت قاری عبدالحلیم رحمۃ اللہ علیہ نے تقریباً پندرہ سال مکی مسجد کراچی میں نماز تراویح پڑھائی۔ پانچ سال تک جامع مسجد نیو ٹاؤن (بنوری ٹاؤن) میں تراویح پڑھاتے رہے۔ کئی سال تک بچوں کا امتحان لینے یہاں آتے رہے۔ قاری عبدالحلیم رحمۃ اللہ علیہ کی خاص موٹر سائیکل تھی جس پر آتے جاتے تقریباً سات سو قرآن کریم ختم کئے ہیں، رکشہ موٹر سائیکل جواب تک محفوظ ہے۔ آپ (مفتی نعیم رحمۃ اللہ علیہ) ملی اور ملکی مسائل پر بھی خوب دلچسپی رکھتے تھے، وقتاً فوقتاً پرنٹ میڈیا اور سوشل میڈیا پر اپنے اہم مضامین، دین اسلام کے خلاف اٹھنے والی آوازوں پر خوب ڈٹ کر بیان جاری کرواتے، بے باک نڈر عظیم مجاہد تھے۔ کلاس میں اکثر کہا کرتے تھے کہ آج میرا اخبار میں مضمون (بیان) آیا ہے، کیا آپ لوگوں نے پڑھا؟ حالات کے اعتبار سے مضامین فوراً تیار فرما لیا کرتے تھے، اللہ پاک نے خوب ملکہ دیا تھا۔

حضرت مفتی صاحب دعوت وتبلیغ کے کام سے بڑی محبت رکھتے تھے، بڑے بیٹے کو فراغت کے بعد باقاعدہ سال لگوایا۔ آپ ازخود مقامی گشت میں شریک ہوتے تھے۔

حضرت مفتی صاحب درویش صفت اور بہت مہمان نواز تھے، یہی وجہ ہے کہ کراچی میں آپ کا ناشتہ بہت مشہور تھا، جس میں خصوصاً علمائے کرام

تحفظ ختم نبوت اجلاس، وڈھ

کراچی.... (مولانا عبدالحیٔ مطمئن) ۱۹رجون ۲۰۲۰ء بروز جمعہ بوقت نماز عصر مدرسہ عربیہ تحفیظ القرآن محلہ فاروق آباد گلی شیر خان وڈھ میں حاضری ہوئی۔ بانی ادارہ حضرت قاری محمد اسماعیل کی کوشش وکاوش سے علاقہ وڈھ کے علماء کرام کا اہم اجلاس منعقد ہوا۔ تقریباً ساٹھ علماء کرام نے شرکت کی۔ تحفظ ختم نبوت کے عنوان پر گزارشات پیش کی گئیں۔ الحمدللہ! تمیں علماء کرام نے ماہنامہ لولاک جاری کرایا۔ حضرت مولانا سائیں فیض اللہ مدظلہ نے قیمتی نصائح فرمائیں۔ حضرت مولانا سائیں عطاء اللہ مدظلہ نے اختتامی دعا فرمائی۔ نماز مغرب کی امامت کروائی دس جلدوں پر مشتمل تحریک ختم نبوت کا سیٹ بھی خریدا۔ تمام علماء کرام کو ہفت روزہ ختم نبوت، شعور ختم نبوت ہدیہ کیا گیا۔ کراچی سے آنے والے حضرات میں مولانا سلیم اللہ استاذ جامعہ عثمانیہ یوسف گوٹھ بلدیہ، مولانا احسان اللہ مدیر ملت اسلامیہ بدر العلوم نئی آبادی بلدیہ، مولانا محمد ابرار زمان خان اور حافظ محمد شفیق شامل تھے۔

کے علاوہ ہر خاص و عام کو آنے کی اجازت ہوتی تھی، میں نے آج تک نہیں سنا کہ ناشتہ کا سلسلہ منقطع ہوا ہو، حالانکہ چند سال قبل جب سعودیہ عرب علاج کی غرض سے دو ماہ رہے تو اپنے بیٹے کو پابند کیا کہ بیٹا ناشتے کے دسترخوان پر لازمی جانا۔ ناشتے کے بعد آپ اپنے تعلیمی امور میں مشغول ہو جاتے، ۸ بجے دورہ حدیث میں درس ہوتا تھا۔

مفتی صاحب نے ۱۹۹۳ء میں اپنے ادارے سے ”ماہنامہ البنوریہ“ کے نام سے ایک رسالہ بھی جاری کیا۔ مضامین لکھنے والوں میں حضرت مولانا محمد اسلم شیخوپوری شہید رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مفتی محمد جمیل خان شہید رحمۃ اللہ علیہ جیسے اصحاب علم و قلم رہے! جب کہ مفتی صاحب رحمہ اللہ کے بھی بے شمار مضامین شائع ہوئے۔

کچھ عرصہ قبل ہفت روزہ ”اخبار المدارس“ کے نام سے بھی ایک اخبار جاری کیا، مفتی صاحب کی زیر نگرانی ”ماہنامہ البنوریہ“ اور ہفت روزہ ”اخبار المدارس“ کے خصوصی شماروں کا بھی اہتمام کیا گیا۔ البنوریہ کا خاص نمبر دعوت و تبلیغ کے تیسرے امیر حضرت جی مولانا محمد انعام الحسن کاندھلویؒ کی حیات وخدمات پر شائع ہوا تھا جبکہ اخبار المدارس کا خاص نمبر ”دعوت و تبلیغ کے بزرگ حضرت مولانا مفتی زین العابدین“ اور جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کے سابق شیخ الحدیث ”مفتی نظام الدین شامزئی شہید“ پر شائع ہوا۔

ابھی حال ہی میں عید کے دوسرے روز جامعہ بنوریہ اپنے ہم زلف حضرت قاری سیف اللہ ربانی صاحب کی رہائش گاہ پر حاضری ہوئی، مغرب کی نماز استاذ محترم کی امامت میں جامع مسجد صدیقیہ میں ادا کی۔ نماز کے بعد آپ اپنے دفتر لے گئے، خلوص و محبت سے خوب خاطر تواضع کی، مختلف حالات حاضرہ پر تبصرے ہوئے، تعلیم کے حوالے سے بھی بہت ساری باتیں ہوئیں، اور فرمانے لگے کہ پورے ملک میں کرفیو اور لاک ڈاؤن ہے مگر الحمدللہ ہمارے امتحانات بھی ہوئے اور درجہ حفظ اور ناظرہ کی پڑھائی بھی جاری ہے۔ والد محترم کی صحت کے بارہ میں دریافت کیا۔ درازی عمر اور صحتیابی کے لئے ڈھیر ساری دعاؤں سے نوازا۔

یاد رہے! حضرت مفتی نعیم صاحب حضرت والد محترم مولانا عبدالرزاق لدھیانوی صاحب کے بھی شاگرد رہے ہیں۔ آخر میں رخصت پر اپنی جیب سے مجھے اور میرے بیٹے کو انعام سے نوازا۔ کیا معلوم تھا کہ یہ زندگی کی یادگار اور آخری ملاقات ہے۔

آپ کو کم عمری ہی میں مختلف بیماریوں نے آن گھیرا تھا، چنانچہ شوگر اور بلڈ پریشر، دل کے والو کا بند ہونا، ایک آنکھ کی بینائی کی کمزوری، جسم کے وزن کا بے حد بڑھ جانا، ایسی بہت سی بیماریوں کا وہ شکار ہو چکے تھے۔ اس کے باوجود ماشاء اللہ آخری لمحے تک اپنے معمولات پورے فرماتے رہے، ذرہ برابر بھی معمولات میں فرق نہ آیا۔ ہمارے اکابرین تو بہت تیزی کے ساتھ دنیا سے رخصت ہو رہے ہیں، حال ہی میں تقریباً پچاس (۵۰) کے قریب بڑے بڑے علماء، صلحا، بزرگان دین، اللہ والے پے در پے اپنے خالق حقیقی سے جا ملے، بس ان کی باتیں ان کی یادیں ہی رہ جاتی ہیں۔ مرحوم نے سوگواروں میں بیوہ، تین بیٹے، دو بیٹیاں، پانچ بھائی، تین بہنیں اور لاکھوں شاگردوں اور عقیدت مندوں کو چھوڑا ہے۔

دعا ہے کہ اللہ رب العزت حضرت مفتی صاحبؒ کی تمام حسنات کو قبول فرمائے۔ آپ کے تمام خاندان والوں کو خصوصاً بیوہ، صاحبزادے اور صاحبزادیوں کو صبر جمیل نصیب کرے۔ آپ کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے، آپ کا اگایا ہوا باغ آپ کے لئے صدقہ جاریہ بنا دے، آپ کی دینی، سیاسی، سماجی، مذہبی، علمی اور عملی خدمات کو قبول فرمائے۔ آمین۔ ☆☆

بقیہ:...... قربانی کی اہمیت اور مسائل

قربانی کی دعا:

جب قربانی کا جانور قبلہ رخ لٹائیں تو یہ دعا پڑھیں: ”اِنِّی وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ، اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ“ ذبح کرنے سے پہلے یہ دعا پڑھیں: ”بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَکْبَر“ کہہ کر ذبح کریں۔

ذبح کرنے کے بعد یہ دعا پڑھیں: ”اَللّٰهُمَّ تَقَبَّلْ مِنِّیْ کَمَا تَقَبَّلْتَ مِنْ حَبِیْبِکَ مُحَمَّدٍ وَّخَلِیْلِکَ اِبْرَاهِیْمَ عَلَیْهِمَا الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ“ اگر دوسرے کی طرف سے ذبح کریں تو ”مِنِّیْ“ کی جگہ ”مِن فلان“ یعنی مِن کے بعد اصل آدمی کا نام لیں۔

نوٹ: واضح رہے کہ قربانی کی مذکورہ دعا پڑھنا ضروری نہیں، بہتر ہے، لہٰذا صرف ”بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَکْبَر“ کہہ کر ذبح کیا تو قربانی صحیح ہو جائے گی۔

القاب کے استعمال میں کوتاہی

سیّد ابوذکوان

ہر شعبہ انحطاط کا شکار ہے اور موجودہ دور میں کچھ کلمات ایسے ہیں جو محل سے ہٹے ہوئے ہیں اور کلمات کے استعمال میں بھی انحطاط آچکا ہے۔ چند کلمات پیش خدمت ہیں جن میں کچھ کا غلط استعمال عوام کررہے ہیں اور کچھ کا استعمال علماء جدید کررہے ہیں جو متقدمین نہیں کیا کرتے تھے بلکہ متقدمین ہر کلمہ کو اس کے مقام پر رکھا کرتے تھے۔

یہی وہ کلمات ہیں جو جہاں جملوں کو درست بناتے ہیں وہاں لوگوں کو ان کا صحیح مقام دیتے ہیں۔

اور یہی شریعت کا بھی تقاضا ہے چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا الفاظ و درست استعمال کرنے کے لئے ارشاد گرامی ہے:

"کلموا الناس علی قدر عقولھم۔"

اسی طرح لوگوں کو ان کا درست مقام دینے کے لئے ارشاد فرمایا: "انزلوا الناس منازلھم"

آج اگر چھوٹوں کی درست نہج پر تربیت نہیں ہورہی یا چھوٹے اپنے آپ کو عقل کل سمجھنے لگے ہیں اور "ھم رجال ونحن رجال" کا جملہ فخریہ کہہ رہے ہیں اور اپنی رائے کو حتمی اور صواب سمجھ رہے ہیں تو اس کی ایک اہم ترین وجہ ان دونوں احادیث کے مطابق معاشرت اختیار نہ کرنا بھی ہے۔

آپ قدیم اکابر کی سوانح پڑھیں تو وہ ان دونوں احادیث پر بھرپور عمل کرتے نظر آئیں گے۔ جن اکابر نے اپنے اکابر کی صحبت اختیار کی ان کے ساتھ اکابر کے خطاب کا انداز اور ان اکابر کا اصاغر کے لئے الفاظ کا چناؤ کیسا تھا اور برتاؤ کیسا تھا، وہ سب اصاغر کی قلعی کرتا محسوس ہوگا۔

سوانح اکابر میں تو بہت کچھ درج ہے لیکن راقم ایک مثال عرض کرتا ہے کہ حضرت مولانا محمد رابع حسنی صاحب ندوی مدظلہم کے لئے مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی قدس اللہ سرہ کے اپنی حیات طیبہ کے بالکل آخری دور میں یہ الفاظ تھے کہ: "رابع اب حضرت کہلانے کے قابل ہوگئے ہیں۔"

یعنی اکابر کے نزدیک کلمہ "حضرت" صرف ان کی شایان شان تھا جس کی مکمل قلعی ہوگئی ہو اور تکبر پیدا ہوجانے کا شائبہ بھی نہ رہے لیکن آج یہ محترم کلمہ اصاغر علماء تو اصاغر علماء بلکہ عوام میں کسی کو کچھ دین کی سمجھ آجائے تو اسے بھی حضرت کہنا عام ہوگیا ہے اور محافل و دینی مجالس میں اصاغر کے لئے القابات کی لمبی چوڑی دُمیں لگائی جارہی ہیں۔

اصاغر علماء کے لئے نام کے آخر میں "سلمہ" اکابر کا طریقہ رہا ہے لیکن ان کے لئے دامت فیوضہم اور برکاتہم اور نہ جانے کیا کیا لگا کر آسمان پر چڑھایا جارہا ہے گویا اصاغر و اکابر کو تولاً ایک مقام دے کر فرق مراتب سے بے نیاز ہوا جارہا ہے جب کہ رسل میں بھی مراتب تھے: "تلک الرسل فضلنا بعضھم علیٰ بعض" اور جب اصاغر اکابر کی رائے سے ہٹتے ہیں تو ناگواری کا اظہار کیا جاتا ہے۔

ایک مرتبہ رئیس الائمہ فضیلۃ الشیخ التواضع عبداللہ السبیل رحمۃ اللہ علیہ ندوۃ العلماء تشریف لے گئے تھے تو شیخ نے دعا کے لئے فرمایا حضرت

چوہدری زاہد اسلم مرحوم

ہمارے رحیم یار خان میں فاضل مبلغ مولانا مفتی محمد راشد مدنی زیدمجدہ کے بڑے بھائی اور ختم نبوت کے مجاہد اور منادِ جناب چوہدری زاہد اسلم بھی ۹ رجون ۲۰۲۰ء کو انتقال فرماگئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ موصوف صاحب حیثیت ہونے کے باوجود مجلس کے لئے فنڈز کی فراہمی کے لئے رمضان المبارک میں آخری صف میں رومال بچھا کر جزاک اللہ، جزاک اللہ کی صدا لگاتے رہتے۔ مولانا مفتی محمد راشد مدنی حضرت مولانا حافظ احمد بخشؒ کے بعد مبلغ بن کر گئے۔ راقم نے دیکھا کہ رمضان المبارک میں مولانا راشد جب مجلس کے لئے چندہ کی اپیل کرتے تو بھائی زاہد آخری صف یا مین دروازہ کے قریب رومال بچھا کر جزاک اللہ کہتے۔ صرف رحیم یار خان شہر میں ہی نہیں بلکہ پورے ضلع میں جہاں مولانا راشد گئے، وہ بااصرار و تکرار ساتھ ہوتے اور اس کار خیر کو اپنے لئے سعادت سمجھتے۔ موصوف معمولی علالت کے بعد ۹ رجون کو رحلت فرماگئے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے روح رواں شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا، مولانا محمد انس جنازہ میں شرکت کے لئے رحیم یار خان تشریف لے گئے۔ راقم اپنی علالت کی وجہ سے حاضری نہ دے سکا۔ اللہ پاک مرحوم کے ساتھ اپنی شایانِ شان معاملہ فرمائیں اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دیں۔ (مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی)

علامہ ندوی رحمہ اللہ نے کسی منتظم سے فرمایا: سلمان کہاں ہیں؟ وہ دعا کرائیں جبکہ مولانا سلمان صاحب ندوی مدظلہم حضرت ندوی کے نزدیک قابل عالم و استاذ ہی رہے لیکن کبھی حضرت رحمہ اللہ نے کوئی لقب نہیں لگایا تاکہ عجز و انکساری پیدا ہو یہی اکابر کا دیگر اصاغر کے ساتھ رویہ رہا ہے۔

ایک مرتبہ میرے پیارے شیخ حدیث حضرت شامزئی شہید رحمہ اللہ دوران درس فرمانے لگے کہ پورے ذخیرہ حدیث میں صحابہ کرامؓ کے نام بغیر کسی لقب کے درج ہیں لیکن آج القاب کی بھرمار ہے اور پھر فرمانے لگے، جیسے جیسے علم کی کمی آتی جارہی ہے ویسے ویسے اس کا جبیرہ القاب کے اضافوں کے ساتھ کیا جارہا ہے۔ (مفہوم)

اور حقیقت بھی یہی ہے کہ پورے ذخیرہ حدیث میں صحابہ کرامؓ کا انداز تخاطب بغیر کسی تکلف وتصنع کے بالکل سادا ہی ملے گا۔

علماء ہند کی سوانح میں اکابر نے اپنے اصاغر کے بارے میں جب کچھ لکھا یا کسی کتاب کا مقدمہ لکھا تو اکثر نام کے شروع میں مولوی اور آخر میں صاحب کی جگہ دعائیہ کلمہ ’’سلمہ‘‘ لکھا جس میں اشارہ ہر شر سے حفاظت کی طرف ہے اور کبر و عجب سب سے بڑا شر ہے۔ یہی خوبصورت طرز اس دور میں اپنانے کی اشد ضرورت ہے تاکہ ہم اصاغر اس شیطانی جھانسہ سے نکل سکیں اور اصاغر چاہے کتنے ہی قابل ہوں وہ اپنے کو چھوٹا ہی سمجھیں اور اکابر کی موجودگی میں اپنے آپ کو طالب علم ہی سمجھیں یہی عجز و انکساری اپنے وقت پر ان کو بام عروج عطا کردے گی۔

آج ہمیں اگر کچھ لکھنا اور بولنا آجائے تو ہمارا نفس عجب کا شکار ہو جاتا ہے اور یہ نفس مزید اس وقت موٹا ہوتا ہے جب ہم اس محرر کو صاحب قلم اور مقرر کو خطیب وقت قرار دے کر کباڑا کردیتے ہیں۔ لیکن ماضی میں اکابر تعریف سے زیادہ اس کی اصلاح کرتے تھے اور انداز حوصلہ افزائی کا بھی ہوا کرتا تھا یہ متوازن تربیت تھی اور آج کتنی ہی بڑی غلطی کرلے لیکن اصلاح کرتے ہوئے ڈرتے ہیں کہ حضرت کا بیٹا ہے کہیں برا نہ مان جائے۔ ہم خود اپنے ہاتھ سے بگاڑتے ہیں اور پھر برائیاں بھی کرتے ہیں۔

لکھنے کے لئے بہت کچھ ہے لیکن پٹری سے اتر جانے کے خوف سے مزید لکھنا مناسب نہ ہوگا کیونکہ راقم خود اصلاح کا محتاج ہے۔

اسی طرح عوام کا حال ہے، جو کلمات خیر کے امور اور مباح کاموں میں استعمال ہوا کرتے ہیں وہ عوام شر کے امور میں استعمال کررہے ہیں۔

مثلاً: ان شاء اللہ، ماشاء اللہ، الحمدللہ! وغیرہ۔

کہیں کسی خلاف شریعت مجلس میں جانا ہو تو کہتے ہیں میں ’’ان شاء اللہ‘‘ پہنچ جاؤں گا۔ کسی گناہ کے پروگرام میں شرکت کرکے لطف آیا تو کہتے ہیں ’’ماشاء اللہ‘‘ مزہ آگیا۔ کسی حرام کا استعمال کرکے کلمہ تشکر ’’الحمدللہ‘‘ کہتے ہیں۔

اس طرف ہم میں سے بہت سوں کی توجہ نہیں جاتی اور نہ ہم عوام کی رہنمائی کرتے ہیں کہ بھائیو! یہ بھی کبیرہ گناہ ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں عجب سے محفوظ فرمائے اور اکابر کی موجودگی کا احساس اجاگر فرمائے تاکہ حد سے تجاوز کرجانے سے بچے رہیں اور ہمیں دین سے وابستہ خاص کلمات کا صحیح استعمال کرنے اور کرانے کی توفیق نصیب فرمائے۔☆☆

حاجی محمد صدیق رحمۃ اللہ علیہ، رحیم یار خان

۱۹۷۶ء میں جب راقم الحروف رحیم یار خان مبلغ بن کر گیا اس وقت آتش جوان تھا، کوشش اور تلاش کے بعد جو حضرات بھی اہل حق سے متعلق نظر آتے ان کے ہاں حاضری، ہفت روزہ ’’لولاک‘‘ فیصل آباد کی ممبر شپ اور دوسرے جماعتی معاملات کے بارہ میں ان حضرات سے گفتگو، مشاورت، ان کی سرپرستی میں کوششیں شروع کیں۔ ان رفقاء میں سے ایک بزرگ ساتھی حاجی محمد صدیقؒ تھے جو دعوت و تبلیغ کے ساتھ جڑے ہوتے تھے۔ ان کی دکان جو کپڑے کی دکان ہوتی تھی اور اسکول بازار میں ہوتی تھی۔ ان کے ہاں حاضری ہوتی رہتی۔ خشک تبلیغی نہیں تھے بلکہ ملنسار انسان تھے، جب بھی حاضری ہوتی بہت ہی محبت سے ملتے۔ راقم الحروف رحیم یار خان سے بہاولپور تبدیل ہوکر آیا تو جب بھی رحیم یار خان جانا ہوا، ان کی دکان پر ضرور جانا ہوتا اور بھی بہت سے احباب تھے۔ ہمارے رحیم یار خان میں اس وقت مبلغ مولانا مفتی محمد راشد مدنی زیدمجدہ کے گھر ان کی بیٹی ہیں تو اس لحاظ سے تعلق میں اور اضافہ ہوگیا۔ موصوف نہ صرف صوم وصلوٰۃ کے پابند تھے بلکہ تقریباً نصف صدی ان کی تہجد قضا نہیں ہوئی۔ مقامی تبلیغی جماعت کے شوریٰ کے ممبر تھے۔ ۱۹؍جون ۲۰۲۰ء کو ان کا انتقال ہوا۔ مولانا مفتی محمد راشد مدنی کی اقتداء میں ان کی نماز جنازہ ادا کی گئی اور ۱۱؍چک کے قبرستان میں انہیں سپرد خاک کیا گیا۔ اللہ پاک کروٹ کروٹ جنت الفردوس نصیب فرمائیں۔ آمین یا الٰہ العالمین۔ (مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی)

قادیانیوں کے سوالات کے جوابات

آخری قسط

حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ

قادیانی سوال نمبر۹:

کیاامت مسلمہ کہلانے والے فرقے ہمیں بتانا چاہیں گے کہ حضرت عیسیٰ اپنی آمد ثانی میں کس حیثیت سے واپس تشریف لائیں گے؟ چونکہ آپ کوامت مسلمہ ہونے کا دعویٰ ہے، لہٰذاایک متفقہ جواب کی درخواست ہے اور جواب دینے والے کو یہ بھی ثابت کرنا ہوگا کہ تمام فرقوں نے اس کو اپنا نمائندہ یعنی امت مسلمہ کا نمائندہ تسلیم کرلیا ہے۔

جواب

عیسیٰ علیہ السلام کی دوبارہ تشریف آوری بحیثیت حضور ﷺ کے امتی اور خلیفہ کے ہوگی۔ یعنی امت محمدیہ ﷺ کی طرف نبی بن کر تشریف نہ لائیں گے۔ کیونکہ وہ صرف بنی اسرائیل کے نبی تھے جس پر قرآن شریف کی آیت: ’’رسولاً الی بنی اسرائیل (البقرہ:۴۹)‘‘ دلالت کرتی ہے۔ آپ ﷺ کی بعثت کافہ وعامہ کے بعد عیسیٰ علیہ السلام کی یہ ڈیوٹی ختم ہوگئی۔ اس لئے وہ صرف امتی اور خلیفہ ہوں گے۔ (بخاری شریف ج۱ ص۴۹۰، مسلم شریف ج۱ ص۸۸) پر ہے کہ: ’’ان ینزل فیکم عیسٰی ابن مریم حکماً مقسطاً۔‘‘

اور ’’ابن عساکر‘‘ میں ہے۔ حضرت ابوہریرہؓ سے ’’الا انہ خلیفتی فی امتی من بعدی (ابن عساکر ج۲۰ ص۱۴۴)‘‘ کہ میری امت میں میرے خلیفہ ہوں گے۔ تشریف آوری کے وقت وہ امت محمدیہ ﷺ کی طرف نبی اور رسول کی حیثیت سے تشریف نہ لائیں گے بلکہ خلیفہ وامام ہوں گے۔ اس لئے ان کی تشریف آوری سے ختم نبوت کی خلاف ورزی لازم نہ آئے گی۔ باقی رہا یہ کہ وہ کیا نبوت سے معزول ہوجائیں گے؟ یہ بھی غلط ہے وہ نبوت سے معزول نہ ہوں گے بلکہ دوبارہ تشریف آوری کے بعد نبی اللہ ہونے کے باوجود ان کی ڈیوٹی بدل جائے گی۔ جیسے پاکستان کے صدر مملکت، پاکستان کے سربراہ ہیں۔ اگر وہ برطانیہ تشریف لے جائیں تو صدر مملکت پاکستان ہونے کے باوجود برطانیہ تشریف لے جانے پر ان کو برطانیہ کے قانون کی پابندی لازم ہے۔ حالانکہ وہ صدر مملکت ہیں مگر وہاں جاکر ان کی حیثیت صدر مملکت ہونے کے باوجود مہمان کی ہوگی۔ اس طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے زمانہ میں جو ان کی نبوت کا پیریڈ تھا اس میں وہ نبی تھے۔ کل جب وہ حضور ﷺ کی امت میں تشریف لائیں گے نبی ہونے کے باوجود حضور ﷺ کے زمانہ نبوت میں ان کی حیثیت امتی وخلیفہ کی ہوگی۔ اب وہ نہ نبوت سے معزول ہوئے نہ ان کے تشریف لانے سے ختم نبوت پر حرف آیا۔

حدیث مبارکہ میں ہے کہ سیدنا مسیح ابن مریم کی آمد پر تباغض وتحاسد ختم ہوجائے گا تو پوری امت ایک ہوجائے گی۔ فرقہ بندی کا نشان مٹ جائے گا۔

اس سے مرزا قادیانی کا کذب بھی لازم آیا۔ اس لئے کہ اگر مرزا سچا مسیح ہوتا تو اس کی آمد سے امت مسلمہ کو ایک ہوجانا چاہئے تھا۔ مرزا کے خروج کی نحوست سے امت مزید انتشار کا شکار ہوئی۔ جو اس امر کی دلیل ہے کہ مرزا قادیانی مسیح ہدایت نہیں، بلکہ دجال اکبر کا چیلہ تھا۔

قادیانیوں سے سوالات

حال ہی میں قادیانی جماعت نے اپنے چینل پر مسلمانوں سے سوالات کا سلسلہ شروع کیا ہے۔ اس وقت تک ان کے سات سوالات سامنے آئے ہیں۔ ان کے سوالات کے جوابات اسی شمارہ میں ہم نے دیئے ہیں۔ وہ وہاں ملاحظہ فرمالئے جائیں۔

لیکن اس کے ساتھ ضروری ہے کہ اگر وہ اہل اسلام پر اعتراضات کرتے ہیں تو ہم بھی ان سے سوالات کریں، ان کا بھی فرض ہوگا کہ ہمارے سوالات کا جواب دیں۔ یہ بات اب ان پر منحصر ہے کہ وہ کیا راستہ اختیار کرتے ہیں۔ انہوں نے اس وقت تک سات سوالات کئے ہیں۔ آج کی مجلس میں ہم بھی ان پر سات

سوالات کرتے ہیں امید ہے کہ اس کا وہ جواب دینے کی زحمت اختیار کریں گے۔

اہل اسلام کی طرف سے قادیانیوں پر سوال نمبر۱:

مرزا غلام احمد قادیانی نے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے کہا کہ تیری عمر ۷۴ سے ۸۶ سال کے درمیان ہوگی۔ یہ ان کی مختلف عبارات کا خلاصہ ہے۔ ہمارا سوال یہ ہے کہ پیدائش کی طرح حق تعالیٰ نے ہر ایک کی واپسی کا وقت متعین فرما دیا ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے: اذا جآء اجلھم فلا یستاخرون ساعة ولا یستقدمون (یونس:۴۹) وقت متعین میں کوئی تقدیم وتاخیر نہیں۔ اول سے یہی چلا آیا ہے۔ مرزا صاحب کا یہ کہنا کہ اللہ تعالیٰ نے وحی والہام کے ذریعہ ۷۴ سے ۸۶ سال تک میری عمر ہوگی، کا وعدہ فرمایا۔ یہ عبارت بتاتی ہے کہ الہام مرزا صاحب نے اپنی طرف سے گھڑا، یا اسے معلم الملکوت نے تعلیم کیا، اسے منسوب اس نے باری تعالیٰ کی طرف کیا۔ اگر یہ الہام الٰہی ہوتا تو بارہ سال کا وقفہ اس میں نہ ہوتا۔ حق تعالیٰ اس کی نسبت قطعی بات فرماتے۔ اس پر قادیانی کیا فرماتے ہیں؟

اہل اسلام کی طرف سے قادیانیوں پر سوال نمبر۲:

مرزا غلام احمد قادیانی خود اور اس کے حواری اس کی زندگی میں برابر لکھتے رہے کہ مرزا صاحب کی پیدائش ۱۸۳۹ء،۱۸۴۰ء کی ہے۔ مرزا کی وفات سب ہی قادیانی مانتے ہیں کہ ۱۹۰۸ء کو ہوئی۔ اس حساب سے اس کی کل عمر ۶۸،۶۹ سال بنتی ہے۔ پیشگوئی عمر کی اقل مدت ۷۴ سال تھی یہ عمر اقل مدت کو بھی نہ پہنچی۔

اب پوری قادیانیت نے مرزا قادیانی کے دامن سے کذب کا دھبہ مٹانے کے لئے اس کذب پر اجماع کرلیا کہ مرزا قادیانی کی پیدائش ۱۸۳۵ء میں ہوئی۔ خود مرزا قادیانی تحریر کرتے ہیں کہ میری پیدائش ۳۹،۱۸۳۸ء میں ہوئی۔ اس کے مرنے کے بعد اس کے مرید کہتے ہیں کہ نہیں صاحب وہ ۱۸۳۵ء میں پیدا ہوئے تھے۔ ہمارا سوال ہے کہ اس بات میں مرزا قادیانی سچا ہے یا اس کے امتی؟ کون سچا، کون جھوٹا؟

اہل اسلام کا قادیانیوں سے سوال نمبر۳:

پوری قادیانی جماعت مل کر مرزا قادیانی یا اس کی جماعت کے ذمہ دار شخص کا ایک حوالہ پیش کرسکتے ہیں کہ جو مرزا قادیانی کی زندگی کا ہو، جس میں صراحت کے ساتھ تحریر کیا گیا ہو کہ ۱۸۳۵ء میں مرزا قادیانی کی پیدائش ہوئی۔

اہل اسلام کا قادیانیوں سے سوال نمبر۴:

تمام تر قادیانی جماعت مرزا قادیانی کی بیوی نصرت جہاں بیگم کو ”ام المؤمنین“ کہتے، لکھتے اور مانتے ہیں۔ لیکن حکیم نور الدین نے پوری زندگی اسے ”بیگم صاحبہ“ ہی لکھا اور کہا ہے۔ کیا کوئی قادیانی، حکیم نورالدین کا ایک صریح وصحیح اپنا تحریری حوالہ دکھا سکتا ہے جس میں اس نے مرزا قادیانی کی بیوی اور قادیانیوں کی امّ کو ام المؤمنین کہا ہو۔ (اس حوالہ نہ ملنے پر مزید سوالات جو پیدا ہوتے ہیں ان کی سنگینی ملحوظ رہے)

اہل اسلام کا قادیانیوں سے سوال نمبر۵:

مرزا قادیانی نے کہا کہ میرا محمدی بیگم سے آسمانوں پر نکاح ہوگیا ہے۔ دنیا جانتی ہے کہ زمین پر وہ نکاح نہ ہوا، وہ مرزا کے گھر میں نہ آئی۔ اس پر قادیانی کہتے ہیں کہ نکاح نہ ہونے، مرزا کی بیوی نہ بننے کے باوجود پیشگوئی پوری ہوگئی۔ قادیانیوں کے نزدیک محمدی بیگم مرزا کے نکاح میں نہ آئی، پیشگوئی پھر بھی پوری ہوگئی۔ نکاح میں آجاتی پیش گوئی پھر بھی پوری ہوجاتی۔ تو اس پیشگوئی کے پورا نہ ہونے کی کون سے صورت ہوئی؟ یاد رہے قادیانی جنرل عبدالعلی، قادیانی جنرل ملک اختر کے بھائی ملک جعفر خان کا یہ سوال ہے۔ جو پہلے خود بھی قادیانی تھا۔

اہل اسلام کا قادیانیوں سے سوال نمبر۶:

مرزا غلام احمد قادیانی کا بیٹا اپنی حقیقی اور پوری قادیانی جماعت کی (سوائے حکیم نور الدین کے) روحانی والدہ کے حوالہ سے لکھتا ہے کہ مرزا قادیانی پر دست اور قے کا حملہ ہوا۔ متعدد بار وہ اس کا شکار ہوا۔ آخر میں مرزا قادیانی کا لیٹرین جانا مشکل ہوگیا۔ تو اس کی چارپائی کے ساتھ عارضی جائے تقاضہ تیار کی گئی۔ مرزا قادیانی آخری بار تقاضہ کرکے اٹھنے لگے تو گر گئے اور سر چارپائی کی لکڑی سے جا لگا۔ سر چارپائی کی لکڑی پر، تو دھڑ نیچے کس پر تھا؟ بس اس کے سر دست اتنے حصہ کا جواب چاہیے۔

اہل اسلام کا قادیانیوں سے سوال نمبر۷:

مرزا قادیانی کے سسر، مرزا محمود قادیانی کے نانا اور قادیانی جماعت کے محسن جنہوں نے مرزا محمود کو خلیفہ بنانے میں اہم کردار ادا کیا ہے وہ اپنے نبی کا فرمان تحریر فرماتے ہیں کہ مرزا صاحب نے مجھے کہا کہ ”مجھے وبائی ہیضہ ہوگیا ہے۔“ اس بات کے بعد مرزا صاحب نے کوئی بات نہیں کی اور چل دیئے۔ کیا مرزا صاحب کے اس آخری فرمان پر آپ حضرات اعتقاد رکھتے ہیں یا نہ؟

نوٹ: ان سات سوالات کے جوابات

براہ کرم، دو، دو چار کی طرح ارشاد فرمایئے اگر، مگر، اگرچہ، مگرچہ، چونکہ، چنانچہ، لہٰذا سے پاک صاف جواب مل جائیں تو پھر آگے چلیں گے۔ ہمارے جو آگے سوال ہوں گے، مثلاً مرزا قادیانی ابتداء میں کہتا تھا کہ حضور ﷺ کے بعد مدعی نبوت کافر اور لعنتی ہے۔ آخر میں مرزا صاحب نے کہا کہ مجھے وبائی ہیضہ ہوگیا۔ جو مرزا کے اول و آخر کی ان دونوں باتوں کو نہ مانے کیا وہ اول و آخر مرزا کا منکر ہے یا نہ۔ یا حجر اسود کو سنٹر میں چوما جاتا ہے کوئی مدعی نبوت کہے کہ میں حجر اسود ہوں تو کیا............ پھر جوابات میں فلاں نے یہ لکھا، یہ لکھا۔ معتبر نہ ہوگا بحث آپ کے مدعی کی ہے نہ کسی اور کی؟ سمجھے صاحب! یہاں سے اگلی ٹرن میں بحث ہوگی۔۔۔ یا ایک مدعی نبوت نے خشوع وخضوع میں عورت کی اندام نہانی، کمال لذت وغیرہ کے متعلق جو فرمایا اس مدعی نبوت کے ماننے والوں سے درخواست کریں گے کہ اپنے نبی کی یہ عبارت............ مرزا صاحب خود مریم بنے پھر خود سے خود پیدا ہوکر مسیح بنے۔ یہ سوال بھی خود سے خود پیدا ہورہے ہیں۔ یا مرزا صاحب نے پاک تثلیث ایک سے تین، تین سے ایک کا فلسفہ بیان کیا۔ یہاں دس سے سات۔ سات سے دس۔ چلو بس۔

ضروری وضاحت:

۷ر جون ۲۰۲۰ء بروز اتوار بعد از نماز عصر یہاں تک سوالات کی ترتیب، کمپوزنگ اور ریکارڈنگ سے فارغ ہوچکے تھے۔ ۸ر جون ۲۰۲۰ء بروز سوموار صبح ۹ بجے قادیانیوں کے دو سوال مزید میرے سامنے لائے گئے جن کے اسی وقت جوابات لکھ کر دے دیئے۔ اب یہاں ضرورت تھی کہ قادیانیوں نے سات سوال کئے، ہم نے جواباً ان پر بھی سات سوال کئے۔ آخر میں ان کے جوابات کے بعد ہم نے مزید جن سوالات کی طرف اشارہ کیا تھا، وہ جوابات نہیں آئے تھے کہ دو سوال مزید آگئے۔ تو دیانت کا تقاضہ یہ ہے کہ سوال نمبر ۷ کے بعد جن سوالات کا اشارہ کیا تھا وہ سوالات تو پہلے کے سات سوالات کے جوابات آنے کے بعد کئے جائیں لیکن قادیانی حضرات کے دو سوالات مزید آگئے ہیں تو ہم بھی دو سوالات کا اضافہ کرتے ہیں۔

اہل اسلام کا قادیانیوں سے سوال نمبر ۸:

مرزا قادیانی نے اپنی کتاب (شہادت القرآن ص۳، خزائن ج۶ ص۳۹۶) پر لکھا ہے ''اگر میں درندوں میں رہوں تو ان بنی آدم سے اچھا ہے'' مرزا نے اپنے زمانہ کے اکثر قادیانی جماعت کے لوگوں کے متعلق جو مرزا قادیانی کے ہاتھ پر بیعت کرکے مرزا کے (معاذ اللہ) صحابی بن چکے تھے۔ مرزا ان کو درندوں سے بدتر قرار دے رہا ہے۔ اس حوالہ میں ۱...... مرزا کے زمانہ تحریر کے، ۲...... اکثر قادیانی جماعت کے لوگ، ۳...... مرزا کے صحابی۔ قادیانی معترض پورا حوالہ پڑھ لیں اس میں تینوں ثابت ہیں۔

اب سوال صرف یہ ہے کہ درندوں میں کتے، بلے، بھیڑیے اور سور سب شامل ہیں۔ تو اس کی تحریر کے وقت قادیانی کے اکثر لوگوں کی یہ حالت تھی۔ کیا مرزا صاحب کا یہ فرمان آپ مانتے ہیں؟

اہل اسلام کا قادیانیوں سے سوال نمبر ۹:

مرزا قادیانی (تریاق القلوب ضمیمہ نمبر ۲ ص ۱۵۹، خزائن ج ۱۵ ص ۴۸۳) پر لکھتا ہے: ''اس کے (یعنی مسیح موعود کے) مرنے کے بعد نوع انسان میں علت عقم سرایت کرے گی۔ یعنی پیدا ہونے والے حیوانوں اور وحشیوں سے مشابہت رکھیں گے اور انسانیت حقیقی صفحۂ عالم سے مفقود ہو جائے گی۔ وہ حلال کو حلال نہیں سمجھیں گے اور نہ حرام کو حرام، پس ان پر قیامت قائم ہوگی۔''

مرزا قادیانی نے ابن عربی کی اس پیشگوئی کو قرآن مجید کی عبارت النص تسلیم کرکے نہ صرف تائید کی بلکہ اس کے مصداق بننے کے بھی مدعی ہوئے۔

فرمایئے! مرزا قادیانی کے وجود میں ''مسیح موعود'' کی یہ خاص علامت پائی گئی ہے؟ کیا ان کے مرنے کے بعد جتنے انسان پیدا ہوئے وہ سب وحشی ہیں؟ اور انسانیت صفحۂ ہستی سے مٹ گئی ہے؟ کیا کوئی بھی حلال کو حلال اور حرام کو حرام سمجھنے والا دنیا میں موجود نہیں؟

اگر مرزا قادیانی میں یہ علامت نہیں پائی گئی تو وہ مسیح موعود کیسے ہوئے؟ اور اگر پائی گئی ہے تو دوسرے کے لوگوں کا تو قصہ جانے دیجئے۔ خود قادیانی جماعت کے بارے میں تمہارا کیا فتویٰ ہے؟ کیا یہ بھی وحشیوں کی جماعت ہے؟ کیا ان میں حقیقی انسانیت قطعاً نہیں پائی جاتی؟ اور ان کو حلال وحرام کی کچھ تمیز نہیں؟

نیز وحشیوں میں شامل تمام وحشی وہ سب کے سب مرزا قادیانی کے مرنے کے بعد جو پیدا ہوئے، ہم مسلمان تو مرزا کے اس فلسفہ پر لعنت بھیجتے ہیں۔ البتہ وہ قادیانی جو مرزا کے مرنے کے بعد پیدا ہوئے وہ زندہ، مردہ یا جو بعد میں پیدا ہوں گے وہ سب قادیانی، مرزا کے نزدیک وحشی ہیں اس پر قادیانی کیا فرماتے ہیں؟ ☆☆

تحفظ ختم نبوت کورس

حافظ محمد طلال

اللہ تعالیٰ کا بڑا کرم ہوا کہ لاک ڈاؤن کے ان آزمائشی دنوں میں ہمارے ایک ساتھی بھائی مولانا عبدالماجد نے ان ایام کو قیمتی بنانے کے لئے علاقے کے اسکول وکالجز کے ساتھیوں کے لئے مختصر ختم نبوت کورس کروانے کی تجویز پیش کی، پھرانہوں نے محترم مولانا سعداللہ سے اس بارے میں مشورہ کیا، اللہ تعالیٰ کی توفیق سے مشوروں اور خاصی جدوجہد کے بعد عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حلقہ بلوچ کالونی کے زیر اہتمام ۵روزہ ختم نبوت کورس طے ہوا، یکم تا ۵/ جون ۲۰۲۰ء بروز پیر تا جمعہ مغرب سے عشاء اس کورس کادورانیہ مقرر ہوا، جس میں مندرجہ ذیل سات اہم موضوعات کا انتخاب کیا گیا:

۱:... تحفظ ختم نبوت کی اہمیت وفضیلت۔

۲:... عقیدۂ ختم نبوت، قرآن وحدیث کی روشنی میں۔

۳:... قادیانی مصنوعات کا بائیکاٹ۔

۴:... حیات سیّدنا مسیح علیہ السلام۔

۵:... ظہور مہدی علیہ الرضوان۔

۶:... قادیانی شبہات اور بعض اہم سوالوں کے جوابات۔

۷:... کردار مرزا قادیانی۔

تدریس کے لئے مولانا عبدالحئی مطمئن، مولانا محمد رضوان، مولانا سعد اللہ، مولانا عبدالماجد، مولانا جواداحمد اور راقم الحروف محمد طلال مقرر ہوئے۔

حالات کے پیش نظر انفرادی دعوت چلائی گئی، قرب وجوار کے احباب کی شرکت پر خوب محنت کی گئی۔ اور الحمدللہ ۳،۴ دنوں میں ہی تقریباً ۴۵ ساتھیوں نے نام لکھوائے۔ باقاعدہ داخلہ فارم بنایا گیا اور جن شرکاء کے زیر استعمال واٹس ایپ تھا، ان کے لئے ایک گروپ تشکیل دیا گیا۔

یکم جون بروز پیر:

آج پہلا دن تھا، لہٰذا اندازہ نہیں تھا کہ کتنے ساتھی تشریف لائیں گے۔ ۳۰ کے قریب نشستوں کا نظم کیا گیا۔ ماشاء اللہ! ۲۷ ساتھی باقاعدہ اور ۵، ۶ ساتھی جزووقتی شریک ہوئے الحمدللہ! مولانا جواداحمد نے تحفظ ختم نبوت کے موضوع پر درس دیا، گھنٹے بھر کے اس درس میں اسلام کے ابتدائی دور سے لے کر موجودہ زمانے تک اس سلسلہ میں کی گئی کوششوں اور قربانیوں کا تذکرہ بہت خوش اسلوبی سے پیش کیا گیا۔ شرکاء کورس کی حاضری کا نظم بھی بنایا گیا۔

۲/جون بروز منگل:

پہلا سبق عقیدۂ ختم نبوت، قرآن وسنت کی روشنی میں مولانا عبدالماجد نے پڑھایا۔ انہوں نے شرکاء کی آسانی کے لئے سبق کو پرنٹ کرواکر تقسیم بھی کیا۔ اس کے بعد مولانا محمد رضوان نے دوسرے سبق ''قادیانی مصنوعات کا بائیکاٹ'' پر شرکاء سے گفتگو کی، اللہ تعالیٰ مولانا محترم کو جزائے خیر عطا فرمائے کہ انہوں نے ہمارے کورس کے لئے وقت نکالا اور ہماری سرپرستی فرمائی۔

۳/جون بروز بدھ:

راقم الحروف محمد طلال نے حیات سیّدنا مسیح علیہ السلام اور عقیدۂ ظہور مہدی علیہ الرضوان قرآن وسنت، اجماع امت کی روشنی میں کے موضوع پر درس دیا۔ شرکاء کورس نے دلچسپی اورلگن سے گفتگو سماعت کی۔

۴/جون بروز جمعرات:

آج مولانا سعداللہ نے قادیانی شبہات کے جوابات اور ان کے دجل وفریب کے موضوع پر تقریباً ایک گھنٹے لیکچر دیا اور حاضرین کو قادیانیوں کے مختلف قسم کے دجل وفریب، دھوکا اور تلبیس سے آگاہ کیا۔

۵/جون بروز جمعہ:

آج آخری سبق تھا جس کے لئے مولانا عبدالحئی مطمئن (مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی) کو مدعو کیا تھا۔ مولانا نے ''کردار مرزا'' کے عنوان پر تقریباً ۴۵ منٹ تقریر کی اور مرزا غلام احمد قادیانی کی شخصیت وکردار کا پوسٹ مارٹم کیا۔ اس کے بعد تقریباً ۲۰ منٹ کے مختصر سے امتحان کی ترتیب تھی، جس میں ساتھیوں نے شرکت کی، پرچے چیک کرکے اندازہ ہوا کہ الحمدللہ! ساتھیوں کو فائدہ ہوا اور اس عظیم مشن سے وابستگی کا اظہار بھی ہوا۔ پانچ

ساتھیوں نے مکمل نمبر لے کر پہلی پوزیشن حاصل کی تین ساتھیوں نے دوسری اور ۲ ساتھیوں نے تیسری پوزیشن حاصل کی۔

کورس تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے اختتام کو پہنچا، اختتامی تقریب کے لئے اتوار کا دن طے ہوا، اختتامی تقریب سے ایک روز قبل ہمارے سرپرست جامع مسجد اویس قرنی کے امام و خطیب حضرت مولانا محمد عمران صاحب نے تمام شرکاء کورس کی دعوت کی تاکہ تمام احباب کی حوصلہ افزائی ہوسکے۔

۷؍جون بروز اتوار کو بعد نماز مغرب جامع مسجد اویس قرنی میں اس کورس کی اختتامی تقریب منعقد ہوئی جس میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغ حضرت مولانا قاضی احسان احمد نے عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت و فضیلت پر بیان کیا اور اس عقیدہ سے متعلق اصولی باتیں عام فہم انداز میں پیش کیں۔

آخر میں تمام پوزیشن ہولڈرز طلبا کو اسناد، گھڑی، تفہیم الفقہ اور دیگر قیمتی کتابیں انعام میں دی گئیں۔ اس کے علاوہ دیگر شرکاء کورس کو اسناد ’’برکاتِ ختم نبوت‘‘ کتاب اور ختم نبوت سے متعلق مفید لٹریچر بطور انعام دیا گیا۔

اس تقریب سعید کا اختتام مولانا قاضی احسان احمد کی دعا پر ہوا۔ نماز عشاء کے بعد راقم کے گھر پر مہمان حضرات اور محلے کے علماء اور دیگر ساتھیوں کے لئے عشائیہ کا انتظام کیا گیا تھا۔ الحمدللہ! اللہ پاک ہماری کوششوں کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت عطا فرمائے اور روز آخرت کامیابیوں و کامرانیوں سے ہمکنار فرمائے۔ آمین۔ ☆☆☆

جامعہ خیرالمدارس کے استاذ الحدیث حضرت مولانا منظور احمد انتقال کر گئے

جمعہ کی صبح نماز فجر کے بعد گھر پر لیٹے اور خالق حقیقی سے جا ملے ۸۵ سال عمر پائی،

۶۵ سال تدریس کی، قلعہ قاسم باغ اسٹیڈیم میں نماز جنازہ، ہزاروں افراد کی شرکت،

منظور آباد میں سپرد خاک: علماء کا اظہار تعزیت

ملتان (عرفان احمد عمرانی) بزرگ عالم دین، استاذ العلماء، جامعہ خیرالمدارس کے نائب شیخ الحدیث پیر طریقت مولانا منظور احمد نے جمعہ کے دن نماز فجر ادا کی اور گھر پر پانی پی کر لیٹے اور ذکر کرتے ہوئے ۸۵ سال کی عمر میں اپنے خالق حقیقی سے جا ملے، نماز جنازہ قلعہ قاسم باغ اسٹیڈیم میں ادا کی گئی جس میں علماء کرام، سیاسی شخصیات، وکلاء، تاجروں سمیت ہزاروں افراد نے شرکت کی بعد ازاں انہیں منظور آباد قبرستان میں سپرد خاک کیا گیا۔ پسماندگان میں ۳ عالم دین بیٹے مولانا عبداللہ عمر، مولانا عبداللہ عثمان اور حافظ جیش عمر، ۳ عالمہ صاحبزادیاں اور ایک بیوہ شامل ہیں۔ مولانا منظور احمد ۱۹۳۵ء میں کبیر والا کی بستی نب پور تحصیل کبیر والا حاجی غلام محمد کے گھر پیدا ہوئے، مولانا منظور احمد نے ابتدائی تعلیم بستی باگڑ سرگانہ تحصیل کبیر والا نزد عبدالحکیم سے حاصل کی، بعد ازاں جامعہ خیرالمدارس میں تعلیم حاصل کی اور جامعہ ہی سے ۱۳۷۵ھ بمطابق ۱۹۵۵ء کو سند فراغت حاصل کی، فراغت کے بعد مدرسہ اشرفیہ حافظ آباد میں ۱۰ سال تک تدریسی خدمات انجام دیں، بعد ازاں جامعہ خیرالمدارس میں اپنے اساتذہ نے آپ کو طلب کیا تو ۱۹۶۵ء سے ۲۰۲۰ء تک عرصہ ۵۵ سال جامعہ خیرالمدارس میں تدریسی خدمات سرانجام دیں جبکہ کل ۶۵ سال تدریسی خدمات سرانجام دیں۔ آپ نے جامع مسجد خیرالمدارس میں کئی سال تک امامت کے فرائض سرانجام دیئے جبکہ جامع مسجد رحمانیہ بیرون دہلی گیٹ ملتان میں خطابت کی خدمات انجام دیں۔ دریں اثناء وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے صدر مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر، جامعہ خیرالمدارس کے مہتمم و شیخ الحدیث مولانا محمد حنیف جالندھری، مولانا پیر ناصر الدین خاکوانی، جمعیت علماء اسلام کے قائد مولانا فضل الرحمن، مجلس احرار اسلام کے سربراہ مولانا سیّد عطاء المہیمن شاہ بخاری، سیّد کفیل شاہ بخاری، مولانا محمد زبیر صدیقی، مولانا محمد نواز نقشبندی، شیخ الحدیث مولانا محمد اکبر، قاری محمد ادریس ہوشیارپوری، مفتی مظہر شاہ اسعدی و دیگر علماء کرام نے مولانا منظور احمد کی وفات پر تعزیت کا اظہار کیا اور کہا کہ مولانا منظور احمد کے ہزاروں شاگرد علماء و مفتیان کرام دنیا بھر میں دین کی خدمت کر رہے ہیں جو آپ کے لئے صدقۂ جاریہ ہے۔

(روزنامہ اسلام کراچی، ۱۴؍جولائی ۲۰۲۰)

تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء کے عدالتی تحقیقاتی کمیشن کے

سات سوالات کا جواب الجواب

مرزائیوں سے ہائی کورٹ کے ۷سوالات.... مرزائیوں کے مغالطہ آمیز جوابات اور مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھری رحمہ اللہ کا تاریخی جواب الجواب!

سوالات

۱...... جو مسلمان، مرزا صاحب کو نبی بمعنی ملہم اور مامور من اللہ نہیں مانتے کیا وہ مؤمن اور مسلمان ہیں؟

۲...... جو شخص مرزا غلام احمد کو نبی نہیں مانتا کیا وہ کافر ہے؟

۳...... ایسے کافر ہونے کے دنیا اور آخرت میں کیا نتائج ہیں یعنی اگر غلام احمد کو نبی نہ ماننا کفر ہے تو ایسے کفر کے دنیا اور آخرت میں کیا نتائج ہیں؟

۴...... کیا مرزا صاحب کو رسول کریم ﷺ کی طرح اور اسی ذریعہ سے الہام ہوتا ہے؟

۵...... کیا احمدیہ عقیدہ میں شامل ہے کہ ایسے شخص کا جنازہ جو مرزا صاحب پر یقین نہیں رکھتے بے فائدہ ہے؟

۶...... کیا احمدی اور غیر احمدی میں شادی جائز ہے؟

۷...... احمدیہ فرقہ کے نزدیک امیر المؤمنین کی خصوصیت کیا ہے؟ (قسط:۸)

سوال نمبر:۶

الف...... کیا احمدی اور غیر احمدی میں شادی جائز ہے؟

ب...... کیا احمدی عقیدہ میں ایسی شادی کے خلاف کوئی ممانعت کا حکم موجود ہے؟

مرزائیوں کا جواب: کسی احمدی مرد کی غیر احمدی لڑکی سے شادی کی کوئی ممانعت نہیں۔ البتہ احمدی لڑکی کا غیر احمدی مرد سے نکاح کو روکا جاتا ہے۔

ہمارا جواب: قادیانیوں کے اس عقیدے کی طرح مسلمانوں کا عقیدہ عیسائیوں کی نسبت ہے کہ عیسائی لڑکی سے مسلمان مرد نکاح کر سکتا ہے۔ لیکن مسلمان لڑکی عیسائی سے نہیں بیاہی جا سکتی۔ گویا مسلمان کے نزدیک جو عیسائیوں کا مقام ہے۔ احمدی تمام مسلمانوں کو وہی درجہ اور مقام دے رہے ہیں۔ قادیانیوں کا یہ جواب ہمارے مطالبہ کی تائید کرتا ہے کہ احمدی مسلمانوں کو وہی درجہ اور مقام دے رہے ہیں۔ قادیانیوں کا یہ جواب ہمارے مطالبہ کی تائید کرتا ہے کہ احمدی مسلمانوں سے ایک الگ قوم اقلیت قرار دیئے جانے چاہئیں۔ کیونکہ وہ خود ہی مسلمانوں میں شامل نہیں ہیں۔ اگر قادیانی بیاہ شادی کے معاملے میں مسلمانوں کے ساتھ یہ وطیرہ اختیار کرتے ہیں کہ وہ ان کے ساتھ عیسائیوں جیسا سلوک کریں تو انہیں اقلیت میں آنے سے کیا عذر ہے؟ اور ویسے بھی قادیانی مسلمانوں کے متعلق رشتہ وناتہ کے معاملہ میں یہی عقیدہ رکھتے ہیں کہ ان کے ساتھ اہل کتاب جیسا سلوک کیا جائے۔ چنانچہ انہوں نے لکھا ہے: ”غیر احمدیوں کی ہمارے مقابلہ میں وہی حیثیت ہے جو قرآن کریم ایک مومن کے مقابلہ میں اہل کتاب کی قرار دے کر یہ تعلیم دیتا ہے کہ ایک مومن اہل کتاب عورت کو بیاہ لا سکتا ہے۔ مگر مومنہ عورت کو اہل کتاب سے نہیں بیاہ سکتا۔ اسی طرح ایک احمدی، غیر احمدی عورت کو اپنے حبالہ عقد میں لا سکتا ہے۔ مگر احمدی عورت شریعت اسلام کے مطابق غیر احمدی مرد کے نکاح میں نہیں دی جا سکتی۔“

(اخبار الحکم مورخہ ۱۴/اپریل ۱۹۰۸ء، اخبار الفضل قادیان ج ۸ نمبر ۴۵، مورخہ ۱۶/دسمبر ۱۹۲۰ء)

مرزائیوں کا جواب: باوجود اس کے کہ اگر احمدی لڑکی اور غیر احمدی مرد کا نکاح ہو جائے تو اسے کالعدم قرار نہیں دیا جاتا۔

ہمارا جواب: جناب عالی! قادیانی حضرات نے یہاں بھی اصل حقائق کی پردہ پوشی کرنے کی کوشش کی ہے۔ حقیقت یہ کہ مرزائیوں کے ہاں ایسے رشتہ کی سخت ممانعت ہے اور اگر کسی نے قرابت داری یا کسی دوسری وجہ سے احمدی لڑکی کی غیر احمدی مرد سے شادی کر بھی دی تو اسے

جماعت سے خارج کر دیا گیا اور اس کے ساتھ بائیکاٹ کیا گیا۔ مندرجہ ذیل حوالہ جات سے بخوبی واضح ہو جائے گا کہ مرزائیوں کے ہاں ایسے رشتے کی کیا پوزیشن ہے؟

الف...... ''حضرت مسیح موعود نے اس احمدی پر سخت ناراضگی کا اظہار کیا ہے جو اپنی لڑکی غیراحمدی کو دے۔ آپ سے ایک شخص نے بار بار پوچھا اور کئی قسم کی مجبوریوں کو پیش کیا۔ لیکن آپ نے یہی فرمایا کہ لڑکی کو بٹھائے رکھو۔ لیکن غیراحمدیوں میں نہ دو۔'' آپ کی وفات کے بعد اس نے غیراحمدیوں میں لڑکی دے دی تو حضرت خلیفہ اوّل حکیم نورالدین نے اس کو احمدیوں کی امامت سے ہٹا دیا اور جماعت سے خارج کر دیا اور اپنی خلافت کے چھ سالوں میں اس کی توبہ قبول نہ کی۔ باوجودیکہ وہ بار بار توبہ کرتا رہا۔''

(انوار خلافت ص۹۳)

ب...... ''اگر کوئی احمدی، غیراحمدی کا جنازہ غیراحمدی امام کے پیچھے پڑھتا ہے اور غیراحمدی کو لڑکی دیتا ہے تو اس کے متعلق کیا حکم ہے؟ حضور (میاں محمود احمد) نے لکھوایا اس کی رپورٹ ہمارے پاس کرنی چاہئے۔ فتویٰ یہ ہے کہ ایسا شخص احمدی نہیں ہوسکتا۔ لیکن یہ فیصلہ کرنا ہمارا کام ہے۔ آپ کا نہیں۔''

(مکتوب میاں محمود خلیفہ قادیان اخبار الفضل نمبر۱۷۱، مورخہ ۲۰؍اپریل ج۸۱،۸۲)

ج...... ''چونکہ مندرجہ ذیل اصحاب نے اپنی لڑکیوں کے رشتے غیراحمدیوں کو دے دیئے ہیں۔ اس لئے ان کو حضرت امیرالمؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایداللہ بنصرہ العزیز کی منظوری سے جماعت سے خارج کیا جاتا اور وہاں کی جماعت کو ہدایت کی جاتی ہے۔ ان سے قطع تعلق رکھیں۔

۱...... چوہدری محمد دین صاحب ولد مراد سکنہ سیدوالہ ضلع شیخوپورہ۔

۲...... چوہدری جھنڈا صاحب ولد چوہدری جلال الدین صاحب ساکن چندر کے مگر ضلع سیالکوٹ۔

۳...... میاں جیون صاحب علاقہ آنبہ ضلع شیخوپورہ۔

۴...... میاں غلام نبی صاحب سکنہ چک نمبر۱۱ ضلع شیخوپورہ۔

(اخبار الفضل قادیان ج۲۲ نمبر۶۹ ص۸ کالم۲، مورخہ۶؍دسمبر۱۹۳۴ء، ناظر امور عامہ قادیان)

مندرجہ حوالہ جات میں قادیانیوں کے عقائد کی صحیح ترجمانی ہے۔ جب کئی پابندیوں اور مجبوریوں کی بناء پر بھی کوئی احمدی غیراحمدی مرد سے اپنی لڑکی کا نکاح نہیں کرسکتا اور اگر کوئی اس طرح کا رشتہ کردے تو اس کے ساتھ قطع تعلق کیا جاتا ہے۔ اسے جماعت سے خارج کر دیا جاتا ہے تو پھر کون سی بات باقی رہ جاتی ہے۔ جس کی بناء پر احمدی غیراحمدیوں سے رشتہ ناتہ کو جائز سمجھیں اور اس میں کسی قسم کی رکاوٹ نہ ڈالیں۔

(جاری ہے)

مولانا محمد ارشد کا سانحہ ارتحال

مولانا محمد ارشد پُل فاروق آباد احمد پور شرقیہ بہاول پور کے رہنے والے ذی استعداد عالم دین تھے۔ آپ نے علوم اسلامیہ کی تکمیل جامعہ اسلامیہ امدادیہ فیصل آباد سے کی۔ علوم اسلامیہ کی تکمیل کے بعد ہمارے حضرت شاہ صاحب دامت برکاتہم کے برادر نسبتی مولانا سیّد خالد مسعود گیلانی مدظلہ نے سلانوالی میں مرکز آل محمد میں جامعہ ختم نبوت کے نام سے مدرسہ قائم کیا۔ مرحوم اس مدرسہ کے صدر مدرس تھے۔ اللہ پاک نے ہنس مکھ طبیعت سے سرفراز فرمایا تھا۔ جب بھی ملے ہنستے ہوئے ملے، اپنے ادارہ میں پروگرام رکھوائے یا جہاں شہر میں پروگرام ہوئے، رہائش مرکز آل محمد میں ہوتی۔ رمضان المبارک میں گردوں کی تکلیف کی وجہ سے بہاول پور ہسپتال میں داخل رہے۔ ان کے ایک بھائی قاری محمد اصغر سلمہ ہمارے مدرسہ جامعہ ختم نبوت چناب نگر میں درجہ کتب میں استاذ اور ڈسپنسری میں ڈاکٹر کے معاون کے طور پر خدمات سرانجام دیتے ہیں۔ موت کا وقت، سبب، مقام پہلے سے مقرر شدہ ہے۔ ۴؍جون صبح کو وفات پائی تو انہیں کرونا میں ڈال کر غسل اور کفن سے روک دیا گیا اور انہیں تابوت میں بند تابوت کی صورت میں ورثاء کے سپرد کر دیا گیا۔ ان کے والدین اور اہل وعیال کو ان کے آخری دیدار سے روک دیا گیا۔ تاہم ان کی میت تابوت کی صورت میں دے دی گئی۔ اسی دن شام کو ۶ بجے پُل فاروق آباد کے علاقہ میں شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ کی امامت میں ان کی نماز جنازہ ادا کی گئی، جس میں سینکڑوں سے متجاوز مسلمانوں نے شرکت کی اور انہیں آبائی قبرستان میں رحمت حق کے سپرد کر دیا گیا۔ اگر واقعتاً ان کی موت کرونا کی وجہ سے ہوئی تو یہ موت ان کے لئے شہادت کی موت ہو۔ اللہ پاک ان کے ساتھ اپنی رحمت کا معاملہ فرمائیں اور ان کی مغفرت فرمائیں، انہوں نے پسماندگان میں والدین، بہن، بھائیوں، بیوہ کے علاوہ ایک بچہ جس کی عمر ۱۰ سال ہے، ایک بچی جو چھ سات سال کی ہے چھوڑے۔ اللہ پاک ان کی کفالت کا انتظام فرمائیں۔ (مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی)

تحریک ختم نبوت پر ایک تاریخی دستاویز

نابغہ وعبقری شخصیت کے مالک حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب کو تحفظ ختم نبوت کے محاذ پر ایک جری، دلیر اور تہور پیشہ سپہ سالار کی حیثیت حاصل ہے۔ تقریر وتحریر ہو یا مباحثہ ومناظرہ، دونوں میں انہیں لاثانی خداداد ملکہ حاصل ہے۔ مطالعہ وتحقیق اور تصنیف وتالیف ان کے محبوب ومرغوب مشاغل ہیں۔

حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب کی نئی کتاب ''تحریک ختم نبوت'' نہایت مبسوط، مدلل، مربوط، جامع اور تحقیقی کتاب ہے۔ **۱۹۳۴ء کی ختم نبوت کانفرنس قادیان سے دسمبر ۲۰۱۹ء تک** تحریک ختم نبوت جن مراحل سے گزرتی رہی، اس کی لحہ بہ لحہ رپورٹ کو جمع کر دیا گیا ہے۔ دس ضخیم جلدوں کے ساڑھے چھ ہزار صفحات پر مشتمل قریباً ایک صدی کی عشق ومحبت کی داستان لازوال جو ایمان پرور، جہاد آفرین بھی ہے اور حقائق افروز بھی۔ اس کی ترتیب وتہذیب اور تالیف تدوین بڑی عرق ریزی، دقت نظر اور حسن عقیدت سے کی گئی ہے۔ انداز نگارش ایسا سحر انگیز ہے کہ اس کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے جیسے مولانا خود ان تمام حالات وواقعات کے عینی شاہد ہیں۔

یہ کتاب کارکنانِ تحفظ ختم نبوت کے لئے ایک دستور العمل کی حیثیت رکھتی ہے۔ اس میں ایمان پرور واقعات، اکابرین کے ولولہ انگیز خطابات، پس پردہ حقائق، ہوشربا انکشافات، حکمرانوں کی قادیانیت نوازی اور مختلف اعلیٰ عدالتی فیصلوں کا بھرپور تذکرہ ہے، جس کے مطالعہ سے دلوں میں عقیدت ومحبت کی ایک برقی رو دوڑ جاتی ہے۔ دینی غیرت و حمیت کی ایسی پُرسوز وگداز کیفیت پیدا ہوتی ہے کہ خون جوش مارتا اور آنکھیں اشکبار ہوجاتی ہیں۔ ایسی کیفیات اور احساسات کو جاننے اور سمجھنے کے لئے اس تاریخی کتاب کا مطالعہ ناگزیر ہے۔ امید ہے کہ یہ کتاب کارکنانِ تحفظ ختم نبوت کے لئے انمول سوغات اور سدا بہار گلدستہ ثابت ہوگی۔ مزید برآں اس اہم موضوع پر ریسرچ کرنے والے اسکالرز اور طالب علموں کے لئے بھی چراغ راہ کا کام کرے گی۔

مکمل سیٹ کی رعایتی قیمت صرف 2500 روپے

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ

facebook amtkn313
WWW.AMTKN.COM
ameer@khatm-e-nubuwwat.com

عقیدۂ ختمِ نبوت کی سربلندی، تحفظِ ناموسِ رسالت اور فتنۂ قادیانیت کے استیصال کے لیے

عالمی مجلسِ تحفظِ ختمِ نبوت کے ساتھ تعاون کی اپیل

قربانی کی کھالیں

عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت کو دیجئے

عالمی مجلسِ تحفظِ ختمِ نبوت کا تعارف

❁ عالمی مجلس تحفظ ختمِ نبوت اکابر علمائے اُمت کی قیادت میں آنحضرت ﷺ کی عزت و ناموس اور عقیدۂ ختمِ نبوت کی حفاظت کا فریضہ سرانجام دینے والی بین الاقوامی جماعت تردید قادیانیت کے محاذ پر تمام مذہبی و دینی جماعتوں کا مشترکہ پلیٹ فارم ہے۔ ❁ جماعت کی کوششوں اور قربانیوں کی بدولت الحمد للہ! قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا، امتناع قادیانیت آرڈی نینس نافذ ہوا، قادیانیت کا فتنہ روبہ زوال ہوا۔

❁ ملک بھر کے تقریباً تمام بڑے شہروں میں مجلس کے زیرِ اہتمام 30 مراکز و مساجد، 40 مبلغین جبکہ 12 سے زائد دینی مدارس و مکتب خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ ❁ مجلس کے شعبہ تصنیف و تالیف سے ردِ قادیانیت کے موضوع پر اکابرینِ اُمت کی بیسیوں ضخیم اور معرکۃ الآراء کتب طبع ہو چکی ہیں۔

❁ عربی، اُردو، انگریزی اور دیگر زبانوں میں مُفت لٹریچر کی تقسیم۔ ❁ ہفت روزہ "ختمِ نبوت" کراچی اور ماہنامہ "لولاک" ملتان کے ذریعہ قادیانیت کا محاسبہ۔ ❁ اعلیٰ عدالتوں میں قادیانیت کا تعاقب۔ ❁ مدرسہ عربیہ مسلم کالونی چناب نگر میں دارالمبلغین اور سالانہ ردِ قادیانیت کورس۔ ❁ پورے ملک میں ختمِ نبوت کانفرنسز، سیمنارز، کورز پروگرام، تربیتی کورسز کے ذریعہ قادیانی دجل کا محاسبہ۔ ❁ مُفت ختمِ نبوت خط و کتابت کورس۔ ❁ انٹرنیٹ، سی ڈیز اور سوشل میڈیا کے ذریعہ ابلاغ ختمِ نبوت اور تردید مرزائیت۔

اس کام میں مخیر دوستوں اور دردمندانِ ختمِ نبوت سے درخواست ہے کہ وہ قربانی کی کھالیں، زکوٰۃ، صدقات اور عطیات عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت کو دے کر اس کے بیت المال کو مضبوط کریں۔

WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT, A/c # 0010010964680019
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN # PK068ABPA0010010964680019
AALMI MAJLIS TAHAFFUZ KHATM-E-NUBUWWAT
Account # 0010010964710018
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN # PK45ABPA0010010964710018
Allied Bank Binori Town Branch Code: 0159 Karachi.

ترسیلِ زر کا پتہ: دفتر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت حضوری باغ روڈ ملتان
فون +92-61-4583486, +92-61-4783486
رابطہ دفتر: جامع مسجد بابُ الرحمت، ایم اے جناح روڈ کراچی
فون +92-21-32780337 فیکس +92-21-32780340

اپیل کنندگان:
حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر صاحب — امیر مرکزیہ
مولانا صاحبزادہ خواجہ عزیز احمد صاحب — نائب امیر مرکزیہ
حضرت مولانا حافظ ناصر الدین خاکوانی مدظلہ — نائب امیر مرکزیہ
حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری صاحب — مرکزی ناظمِ اعلیٰ